بسم اللہ الرّحْمن الرّحیْم
وصلی اللہ علیك یا ولی العصر ادرکنا

ظہور امام علیہ السّلام اور نظامِ کائنات

بہت زمانہ سے سنتے چلے آرہے ہیں یہ دنیا چھوٹی ہوتی جارہی ہے اب کچھ دنوں سے یہ ایک عام بات ہو گئی ہے کہ یہ دنیا بہت چھوٹی ہے اس کا مطلب صاف ہے کہ ماضی کی دنیا بہت بہت بڑی تھی اور حال کی دنیا بہت چھوٹی ہو گئی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا جہاں تھی وہیں ہے۔ جتنی بڑی تھی اتنی ہی بڑی ہے۔ نہ چھوئی ہوئی ہے اور نہ کبھی اس سے بڑی تھی۔ یہ چھوٹی بڑی اس لئے کہی جاتی ہے کہ علمی ارتقانے اور سائنس کی طوفان کی طرح بڑھتی تیز رفتاری نے مغرب میں بیٹھے ہوئے آدمی کو مشرق کے دور دراز مقام پر بیٹھے ہوئے آدمی کو ایک دوسرے کے سامنے کر دیا اور یہ قربت کمپیوٹر کی اسکرین (پردہ) ہے۔ علمی پیش رفتی کا یہ اعجاز ہے کہ خلا میں تیرتی تصویر اتارنے والی مشین زمین کے ذریعہ کسی حصہ پر اگر ایک سوئی گر گئی ہے تو اس پر بھی نشان لگا کر حملہ کیا جاسکتا ہے۔ خلا سے زمیں نزدیک ہو گئی ہے مشرقی اور مغربین کی دوریاں اور فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ ماہرین موسمیات دنیا کی بدلتی ہوئی ہواؤں اور فضاؤں کی آگہی فراہم کرنے لگے ہیں۔ خزاں زدہ علاقوں میں خود ساختہ بہار اور بہار کی وادیوں میں خزاں کی بلا خیز تپش اور ہلچل پید اکرنے کے وسائل موجود ہو گئے ہیں۔ یہاں مقصود وہ چند پیشن گویاں ہیں جو خاتم المرسلین نے اپنے خاتم الاوصیاء کے بارے میں کی ہیں جس کے بارے میں یہ دیکھنا ہے کہ کیا وہ نظام کائنات کے لحاظ سے سچ اتر رہی ہیں۔ ہم یہاں صرف تین پیشن گوئی کو صداقت کے پر تو میں دیکھنے کی کوشش کریں گے۔

غیبت طولانی ہو گی ۲۵۵ ھ میں امام آخر الزماں علیہِ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔ سامرہ میں محلہ عسکر میں امام عسکری علیہ السّلام کا بیت الشرف تھا۔ آپ کی شہادت ۲۶۰ ھ میں واقع ہوئی۔ ایک نظام امامت تھا الوہی منصوبوں کے تحت اس پر عمل در آمد شروع ہوا۔ (مزید تفصیل کے لئے در مقصود کی طرف رجوع کیجیے)

نواب خاص کا دور ایک کم ستر سال پر محیط ہے یہ ایک بڑی مدت ہوتی ہے شواہد کی مضبوط دلیلوں کو مضبوطی سے قائم کرنے کے لئے۔ ۳۲۹ ھ سے آپ کی غیبت کبری کی شروع ہوئی اور توقیع مبارک کے مطابق قیادت روات حدیث کے ذمہ آئی نیابت کے فرائض غیبت کبری کے زمانہ میں مجتہد یعنی مراجع عالیقدر انجام دیں گے جو امام

وقت کی طرف سے عامہ پر حجت ہوں گے۔ ۱۴۳۲ ھ یعنی دور حاضر تقریبا گیارہ صدیاں گذر گئیں اور اس دوران میں کون سا ایسا انقلاب، حادثہ، طوفان، حکومت سازی کے مکر و فریب، اسباب ایمان فروشی حالات ظلم و استبداد، اسلحہ جات کے جہنم ساز کارخانے وجود میں نہیں آئے۔ لیکن اتنی طولانی غیبت کی مدت میں تحقیق اور تدقیق اور تطبیق کے میدان علم میں علماء متاخرین، متوسطین اور متقدمین نے ملت امامیہ کی فکر و نظر ، عقائد و احکام کے آئینہ پر گرد نہیں بیٹھنے دی۔ ظہور قریب ہے یا بعید لیکن غیبت کے طولانی ہونے کی صداقت بالکل سامنے ہے۔

غیبت کبری کے زمانے کے آخر عہد

جیسے جیسے غیبت کبریٰ طولانی ہوتی جائے گی اور آخری زمانہ کے اشارے ملنے لگیں گے یعنی لوگ عاجز ہو کر کہنے لگیں گے کہ "یہ آخری زمانہ کی نشانیاں ہیں" تو اس زبانہ کی پیشن گوئی ہے کہ مومن کے لئے اتنا سخت دور آئے گا کہ ایمان و ایقان پر باقی رہنا ایسا ہو گا جیسے آگ کے انگارے کو ہتھیلی پر رکھ کر مٹھی بند کر لینا (یعنی جلتی ہوئی ہتھیلی کی تکلیف جانکاہ پر اف نہ کرنا) بات بہت عام سہی لیکن یہ آئینہ کائنات میں ایسی خبریں اور تصویریں سامنے آرہی ہیں جس سے صاحب ایمان کے رونگٹے خوف سے کھڑے ہو جائیں اور اس کے لئے سوائے صبر کی تصویر بنے رہنے کے کوئی چارہ نہ ہو۔ مثال کے طور پر چاند کا سفر اور سترہ دن کا قیام اور آنے والا خرچ چند ملین روپئے۔ علمی ترقی پر غور و فکر اور مادی وسائل پر یقین نے وہ احساس کا تعلق شان ربوبیت اور عالمین کی خلقت اور بقا سے ہے مافی الضیر اسی سے کم کم ہوتا جائے گا اسلئے کہ حیرت زدہ عقل علمی ارتقا کے سامنے حبس میں آجاتی ہے۔ مغربی تہذیب میں وہ عریانیت اور نفس پرستی اور ہوس رانی کے غلیظ اور پلید طریقوں اور کرتبوں کے اشتہارات، ایک ملک ایسا بھی ہے جہاں کے قیام پر فاحش جسم فروشی مفت، ایک قبیلہ جو برہنہ رہتا ہے۔ "GAY"کا قانونی جواز ہم جنس میں شادی کی قانونی اجازت، معصوم بچوں کو یر غمال بنا کر ہوس کی پیاس بجھانا اور زیر مقدمہ عدالت میں ایسی خبروں کا شائع ہونا۔ شیطان کی اس عرصہ میں جو شراب کی بوچھار میں گناہان کبیرہ سے بھری کی ہے ایک فتح بر دوش پرچم کے ساتھ تہذیب نو اور انسانیت کی محافظت کا چاروں طرف اعلان اور عالمی سطح پر اس کے جواز پر بحث گویا عالم کو ظہور امام کے علامات کے سلسلہ میں کی گئی وہ پیشن گوئی کی صداقت کی خبر دے رہی ہے جو آخری زمانہ میں قبل از ظہور ظاہر ہوں گے۔ صاف ظاہر ہے

کہ ان حالات میں امام کی معرفت حاصل کرنے کے لئے جو افراد پیش قدمی کریں گے ان کی تعداد بہت قلیل ہو گی۔

نتیجہ نظام کائنات

ایسے حالات میں جو اتنا پر حول اور ایسی تبلیغانی آوازیں گوشہائے افراد سے ہمہ وقت ٹکراتی ہیں تو اس وقت مائل بہ عصیان ہونا کتنا آسان اور قائم بہ ایمان رہنا کتنا مشکل اور کتنا صبر آزما بالخصوص ان نو خیز جوانوں کے لئے جو اپنے علمی کیرئیر کو بنانے کے لئے ہر حد کو توڑتے ہوئے مغربی ممالک کی طرف بھاگے چلے جارہے ہیں۔ جب اس زمانہ میں یہ حال ہے تو آگے چل کر کیا ہو گا "آگ مٹھی میں دبی ہے" شاید یہی حال ہو۔

یہ دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ اس کے بعد عدل و انصاف کا پرچم لہرائے گا یعنی ظہور امام ہو گا۔

یہاں دو پیشن گوئیاں ہیں جسے دور حاضر میں زمانہ کو اس طرف تیزی سے بڑھتے دیکھا جا سکتا ہے جس میں ظہور امام آخر الزماں کے پر تو اسطرح دکھائی دیتے ہیں جیسے صبح کاذب صبح صادق کی طرف بڑھ رہی ہو۔

ایک پیشن گوئی بہ دنیاظلم و جور سے بھر جائے گی اس وقت ظہور امام ہو گا یہ حدیث ہے کہ آگاہی ہے جسے اللہ کے رسول نے دی ہے۔ دوسری پیشن گوئی خود ذات باری تعالی کی طرف سے ہوئی جسکا ذکر قرآن کریم میں ہوا ہے۔ ان اللہ یحی الارض بعد موتھا۔ " بے شک اس زمین کو حیات نو بخشے گا جب کہ مر چکی ہو گی۔ دو سانحہ ایسے ہیں جس سے زمین کی رگ حیات ایسا لگتا ہے ٹوٹتے ٹوٹتے بچی ہے۔ ایک جب جناب یحییٰ کا قتل ہوا۔ جہاں آپ شہید کئے گئے وہاں کی زمین سے خون ابلنے لگا۔ اور اوصیاء اور اولیا اللہ کی دعاؤں کے ذریعہ رحمت خداوندی سے کراہتی دم توڑتی زمین جسکا کلیجہ اس ظلم سے پھٹ گیا تھا۔ صحت یاب ہوئی۔ دوسرا سانحہ کربلا کا اور بالخصوص اس موقع پر جب نواسہ رسول خدا اپنے چلّو میں معصوم ششما ہے کا خون لے کر زمین کی طرف پینکھنا چاہا تھا اور درد کی ماری زمین چیخ اٹھی تھی اور امام حسین نے اس خون کو اپنے چہرہ پر مل کر کہا تھا۔ اسی طرح قیامت میں اپنے نانا کے حضور جاؤں گا۔ حسین رحمت العالمین کے وارث تھے۔ چیختی، کراہتی ، دم توڑتی زمین کو مرنے سے بچالیا۔ زمین بچی تو اہل زمین بھی بچ گئے ورنہ سمندر کی موجیں (جاپان کی سونامی کی بڑی تعبیر کی طرح) تمام مخلوق کو نگل سکتی تھیں۔

آخری دور میں دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ اس وقت یہ زمین مردہ ہو جائے گی۔ صاحب الطاف عمیم اور عقل و شعور کی نعمت و مستفیض کرنے والے خدائے کریم کی طرف سے ایک مومن کا دل مابین ظالم و مظلوم کی تمیز رکھتا ہے اور انصاف ان کے مافی الضمیر میں ہے جو فکر عمیق کی طرف دعوت دیتا ہے ذرا نظر دوڑایئے اور محاسبہ کیجئے کہ زمین کس طرح ظلم و جور سے بھر رہی ہے کس طرح مردہ ہو رہی ہے۔ ایجادات خطرناک بموں کی: ڈرئی بم، ملٹی پلی بم، کیمیکل بم، نیوکائی بم سے لیس میزائیل، آئیٹم بم، ہائیڈروجن بم اور معلوم نہیں کتنے خطرناک بم ہیں جو طاقتور ملک صیغہ راز میں رکھے ہوئے ہیں۔ ہوائی جہاز میں ڈرون، بم باری کرنے والے ہوائی جہاز، سیٹ لائٹ سے نشانے پر بم گرانے کی تصویر کامپیوٹر ہوائی جہاز میں، پانی میں بڑے بڑے جہازوں کی فلیٹ، پانی کے اندر چلنے والی پن ڈبیاں سب آمادہ بہ تباہ کاریاں ہیں۔ ملکوں میں سب سے خطرناک ملک امریکہ اس کے مظالم کے زیر اثر میڈیا، سلامتی کونسل، گروہان محافظ حقوق انسانی یہ سب اسی کے اشارے پر ناچ رہے ہیں۔ خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد۔ حال میں بحرین کے مظاہرین پر ظلم، ایک طرف ایمرجنسی اوپر سے ہیلی کاپٹر سے برستی گولیاں۔ تیسری طرف زخمیوں کے پاس جانے والے ڈاکٹروں اور نرسوں پر حکم امتنائی۔ سعودی عرب جو پاسبان حرم ہے اس کے فوجی معصوموں، حق کی گہار لگانے والوں کو باغی قرار دے کر انھیں مار رہے ہیں۔ ان کی لڑکیوں کو اٹھالے گئے۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ اسرائیل کے ہم زبان اور ہم پیشہ سعودی اہل اسلام پر تشدد کے پھندے کو کستے جارہے ہیں۔ پھر دہشت گرد جو نام نہاد مسلمان اور جہادی ہیں۔ چاروں طرف آفت ہی آفت ہے۔ زمین ان برستے ہوئے خون کے بادلوں کے سائے میں آخری سانس لے رہی۔ بس اللہ کا فرمان اسکاوعدہ اٹل ہے اور وہ سچ ہو کر رہے گا۔ اس کا وعدہ زمین کو حیات نوبخشے گا تو وہ ہو گا ضرور ہو گا اس نہ ٹلنے والے ارادہ کی مزید وضاحت اور اشارے اسی اللہ تعالی کے کلام میں موجود ہے۔

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

ہم اپنے ان بندوں کو جو کمزور کر دیئے گئے اس زمین پر ہم ان کو امام اور اپنا وارث قرار دیں گے۔

(سورہ قصص، آیت ۵)

جب اس کا وارث اور اس کا خلیفہ ظہور کرے گا دنیا کو حیات جانفزا عطا کرے گا جو فردوس برین کی آئینہ دار ہوگی۔ آئینہ کائنات میں اس آیت کی روشنی میں ظہور امام کے انتظار کی شمع کی طرف دیکھئے اس کی لو تیز ہوتی جارہی ہے بس شرط ہے آس و امید ٹوٹنے نہ پائے۔ جب تک وہ بندہ خاص جو اللہ سبحانہ تعالی کا نمائندہ ہے اور وارث کرہ ارض ہے سے لوگی رہے گی ایمان کی شمع فروزاں پر مسموم آندھیوں کا زور چلنے والا نہیں ہے۔ شرط ہے راہ حق پر چلنے والوں کے قدم ڈگمگا نے نہ پائیں۔ ثابت قدمی، مقام ارادہ، عمل پیہم کے چراغ صراط مستقیم پر روشن ہیں اور خیمہ گاہ حاکم وقت، ولی عصر زمین کے طول و عرض پر عدل کا ناشر اب ایسا لگتا ہے دور نہیں ہے

نظام عدل اور ظہور حضرت ولی عصر علیہ السلام

فطرتا انسان عدل و انصاف کو دل سے دوست رکھتا ہے اور ظلم و جور سے نفرت کرتا ہے۔ عدل کامل کے انتظار میں صدیاں بیت گئیں لاکھوں افراد عدل کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھا دیئے گئے۔ مگر دنیا کو مکمل اور زندگی کے ہر مرحلہ میں عدل نصیب نہ ہو سکا۔ آج بھی دنیا میں دہشت گردی کو مٹانے کے لئے جو اقدام ہورہے ہیں وہ خود کسی دہشت گردی سے کم نہیں ہیں۔ بس فرق یہ ہے ایک دہشت گردی نام نہاد دہشت گرد لیڈروں کی سر پرستی میں کام کر رہی ہے۔ اور دوسری دہشت گردی کو حکومت وہ بھی بڑی حکومتوں کی سرپرستی حاصل ہے۔ حکومت کی سر پرستی سے محروم دہشت گردی ناجائز ہے اور حکومت کی زیر سرپرستی دہشت گر دی جائز ہے۔ اگر عام دہشت گردی کی بے قصور اور بے گناہ کو قتل کر دے یا قید (اغواء) کر لے تو یہ ٹریریزم ہے اور اگر حکومت سیکڑوں بے قصوروں اور بے گناہوں کو قتل کر دے (انکاؤنٹر) کی قید کر دے تو یہ قیام امن کی سنجیدہ کوشش ہے اس طرح کے دہرے معیار نے ظلم و جور کو اور زیادہ بڑھاوا دیا ہے۔

یہاں ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہر اس ذہن میں ابھر تا ہے کہ کیا عدل اور انصاف کی بات بے مقصد ہے۔ فضول ہے یا اسکی جڑیں مضبوطی سے زمیں کو پکڑے ہوتی ہیں۔ کمزور اور مستضعف اگر مایوسی کا شکار ہیں تو یہ سوال عدل بے مقصد ہے اور اگر امید کا چراغ ان تیز اور تند آندھیوں میں بھی ڈٹ کر مقابلہ کر رہا ہے تو عدل و انصاف کی آواز ہر عہد میں بلند بانگ ہوتی رہے گی ہر دور میں الہی پیغامات کو نظر انداز کرنے کی بھی سعی لا حاصل کی جاتی رہی ہے۔ لیکن لا فانی قدرتوں کے مقابل بے بضاعت انسانوں کی مکاریاں کہاں کام آنے والی ہیں اسی وجہ سے قرآن نے دلوں میں جو عدالت کی چنگاری رکھی ہے وہ بھی خاموش نہ ہو گی۔

”اللہ نے صاحبان ایمان اور نیکو کاروں سے وعدہ کیا ہے۔

۱ - ان کو ضرور بالضرور زمین پر اپنا جانشین اور خلیفہ قرار دے گا جس طرح اس سے قبل لوگوں کو جانشین بنایا تھا۔

۲ - اور اس دین کو حکومت و قدرت عطا کرے گا جس سے وہ راضی اور خوشنور ہو گا۔

۳ - اور ان کے خوف کو امن و امان میں تبدیل کر دے گا۔

۴ - میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک قرار نہیں دیں گے۔

۵ - اور جو اس کا انکار کرے وہ فاسق ہے۔ (نور / ۵۵)

خدا نے یہ بھی وعدہ فرمایا :

یقینا زمین کے وارث میرے نیکو کار بندے ہوں گے۔ (انبیاء ۱۰۵)

اس طرح کے اور بھی وعدہ اللہ نے فرمائیں ہیں اللہ کے تمام وعدہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کے ظہور کے ذریعہ پورے ہوں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ جو بات فوراً ذہن میں آتی ہے۔ وہ ہے "عدل و انصاف کا قیام" عدل و انصاف کا قیام اور حضرت امام مہدی علیہِ السلام کا ظہور ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ گُفتگو کو آگے بڑھانے سے پہلے دیکھتے ہیں اسلام میں عدل کی کیا اہمیت ہے۔ حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں :

اَلْعَدْلُ اَسَاسٌ بِہِ قِوَامُ الْعَالَمْ

عدل وہ بنیاد ہے جس پر دنیا قائم ہے۔

اَلْعَدْلُ قَوَامُ الرَّعِیَّۃِ وَ جَمَالُ الْوُلَاۃِ

عدل کی بنا پر عوام کا قیام ہے اور عدل حکمرانوں کی زینت ہے۔

اَلْعَدْلُ جُنَّۃُ الدُّوْلِ

عدل حکومتوں کی ڈھال ہے۔

اَلْعَدْلُ یُصْلِحُ الْبَرِیَّۃِ صَلَاحُ الرَّعِیَّۃِ الْعَدْلُ

عدل سے لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے اور عدل میں عوام کی بہتری ہے۔

بِالْعَدْلِ تَتَضَاعَفُ الْبَرَکَاتُ

عدل کی بنا پر برکتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔۔۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

عَدْلُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَۃِ سَبْعِیْنَ سَنَۃً یَامٌ لَیْلُھَا وَ صِیَامٌ نَہَارُہَا وَ جَوْرُ سَاعَۃِ فِیْ حُکْمٍ اَشَدُّ وَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللہِ مِنْ مَعَاصِیْ سِتِّیْنَ سنۃ

(میزان الحکمہ باب عدل)

ایک سماعت عدل و انصاف سے پیش آنا اس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے جس میں راتیں عبادت میں گذری ہوں اور دن روزہ میں اور ایک ساعت ظلم و جور سے حکم کرنا خدا کے نزدیک ساٹھ سال کی گناہوں سے زیادہ عظیم و شدید ہے۔

وَ بِالْعَدْلِ قَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ

عدل کی بنیاد پر آسمان و زمین قائم ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے اس آیت یحی الارض بعد موتھا خدا زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا" کی تفسیر میں فرمایا :

یہاں بارش سے زندہ کرنا مراد نہیں ہے بلکہ خداوند عالم ایسے افراد بھیجے گا جو زمین کو عدل کے ذریعہ زندہ کریں گے عدل کے زندہ ہونے سے زمین زندہ ہوگی زمین پر حدود الٰہی کا قائم ہونا زمین کے لئے بارش کے قطروں سے زیادہ مفید ہے۔

(كافي ۱۷۴/۷)

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے اس آیت

اعلموا أن اللهيحي الارض بعد موتها کے بارے میں فرمایا خداوند عالم زمین کو قائم علیہ السلام کے ذریعہ زندہ کرے گا جب وہ اہل زمین کے کفر کی بنا پر مردہ ہو چکی ہوگی اور کافر مردہ ہے۔

(نور ثقلین ۱۷۳/۴)

ان باتوں سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ دین مقدس کی اسلام میں عدل و انصاف کی کس قدر اہمیت ہے۔ ہر جگہ عدل کی گفتگو ہے۔

انبیاء علیہم السّلام کی بعثت کا بنیادی مقصد عدل کا قیام ہے

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

(سورہ حدید ، آیت ۲۵)

یقینا ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ہمراہ کتاب اور میزان نازل کیا۔ تاکہ لوگوں میں عدل و انصاف قائم ہو سکے۔

خدا نے اپنے پیغمبر سے فرمایا :

وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ

(سورہ شوری، آیت ۱۵)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل سے پیش آؤں

اجتماعی زندگی میں ایک دوسرے کو عدل و احسان سے پیش آنے کا حکم دیا۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ

(سورہ نحل، آیت ۹۰)

خداوند عالم حکم دیتا ہے کہ آپس میں عدل و احسان سے پیش آئو۔

جب بات کرو تب بھی عدل و انصاف کی بنیاد پر بات کرو۔

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ

(سورہ انعام ، آیت ۱۵۲)

جب گفتگو کرو تو عدل کی بنیاد پر بات کرو گرچہ وہ تمہارے قرابتدار ہی کیوں نہ ہوں۔

یہاں تک کہ اگر کسی سے دشمنی کرنے کی نوبت آجائے تو دشمنی میں بھی عدل و انصاف کی حدوں سے تجاوز نہ کرو دشمنی میں کبھی جذبات کو بے مہار نہ ہونے دو۔

جوش میں ہوش مت کھو۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ

(سورہ مائدہ، آیت ۸)

کسی قوم کی عداوت اور دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ عدل و انصاف سے کام نہ لو اس وقت بھی عدل و انصاف سے کام لو یہ تقوی سے بہت زیادہ قریب ہے۔

اہلِ بیت علیہم السّلام کی تعلیمات کی روشنی میں شیعہ نے ہر قدم پر عدل کو شرط قرار دیا ہے۔ مقدمات میں، چاند کے ثابت ہونے میں، طلاق میں، معاملات میں ہر جگہ گواہوں کا "عادل'' ہونا ضروری ہے۔ روایت کے صحیح ہونے میں راوی اور نماز جماعت کے

صحیح ہونے میں امام جماعت کا، قضاوت اور فیصلہ کے حق اور درست ہونے میں قاضی کا.... عادل ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ جب بدن میں عدل و اعتدال قائم رہتا ہے تو بدن صحت مند رہتا ہے۔

جب سماج میں عدل و انصاف بر قرار ہوتا ہے تو ظلم کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور عادلانہ نظام بر قرار ہوتا ہے۔ جب زمین ظلم سے پاک ہوتی ہے تو آسمان و زمین سے برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جب عمل میں عدل و انصاف ہوتا ہے تو قوم کا ہر فرد عادل ہوتا ہے۔

ان تعلیمات کی روشنی میں ہم سب ایسے امام کا انتظار کر رہے ہیں جن کا ظہور دنیا سے ہر طرح کے ظلم و جور کو ختم کر دے گا اور ہر جگہ عدل وانصاف کا جلوہ ہو گا۔ یہ بات ذہن میں رہنا چاہئے جو لوگ روز و شب امام عادل کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں ان کی اپنی انفرادی زندگی میں بھی عدل و انصاف ہونا چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی ظالمانہ زندگی کے اس قدر عادی ہو جائیں کہ امام کی عادل حکومت کو برداشت نہ کر سکیں خدانخواستہ ان کے مخالف نہ ہو جائیں جس طرح حضرت علی علیہ السّلام کی مخالفت میں وہ لوگ پیش پیش نظر آتے ہیں جو کل ان کی بیعت کرنے میں آگے آگے تھے اس مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ اپنی غیر عادلانہ روش اور بے جا توقعات کی بنیاد پر حضرت علی علیہ السّلام کی عادلانہ حکومت کو برداشت نہ کر سکے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عادلانہ حکومت کی واضح اور مکمل تصویر تو حضرت کے ظہور اور ان کی حکومت کے قیام کے بعد ظاہر ہو گی لیکن روایتوں میں جو بات پیش کی گئی ہے اس سے اندازہ ہو جاتا ہے عدالت کا منظر کیا ہو گا۔

<u>حکمران اور انصار</u>

اس حکومت کی سربراہی حضرت امام عصر علیہ السلام کرینگے جو معصوم ہیں اور تمام انبیاء و ائمہ علیہم السّلام کی خصوصیات (سلالة النبوة) کا مجموعہ ہیں۔

اس دور میں جب ہر طرف گھپلہ اور گھوٹالہ، لوٹ مار اور بے ایمانی کا دور دورہ ہے حضرت کے اعوان و انصار کی خصوصیات اس طرح بیان کی گئی ہیں۔ یہ حضرات مندرجہ ذیل شرائط پر حضرت کی بیعت کرینگے۔ "ہر گز چوری نہیں کرینگے، کسی مسلمان کو گالی نہیں دینگے، کسی کا ناحق خون نہیں بہاینگے، کسی کی آبروریزی نہیں کرینگے، کسی کے گھر پر حملہ نہیں کرینگے، جو اور گیہوں کو ذخیرہ نہیں کرینگے، کم پر قناعت کرینگے، نیکی اور پاکیزگی کی طرفداری کرینگے، برائیوں اور گندگی سے دور رہینگے، نیکیوں کا حکم دینگے، برائیوں سے روکینگے، موٹا لباس پہنیں گے، خاک

زمین کو تکیہ بنائینگے ، خدا کی راہ میں جہاد کرینگے... اور حضرت ان سے یہ معاہدہ کرینگے۔ ان کے ساتھ ساتھ رہینگے، ان کے راستہ پر چلیں گے، ان کا جیسا لباس پہنیں گے، ان کی جیسی سواری پر سوار ہوں گے، کم پر راضی و قانع رہینگے، زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دینگے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی، خدا کی راہ میں اس طرح جہاد کریں گے جو جہاد کرنے کا حق ہے۔ اپنے لئے کوئی دربان اور پیرہ دار قرار نہیں دیں گے۔

(ملاحم والفتن سید ابن طاووس /۴۹)

یہ شرطیں ظاہر کر رہی ہیں کہ حضرت کے اعوان و انصار کس قدر عدل و انصاف سے قریب اور ظلم و جور سے دور ہوں گے۔ یہ اعوان و انصار ہمیں لوگوں سے ہوں گے ابتدا ہمیں ان کے انصار میں شامل ہونے کے لئے ان صفات سے آراستہ ہونا چاہیے۔ حضرت کے ظہور کے بعد نہ صرف سماجی انصاف قائم ہو گا بلکہ فکر و نظر میں بھی عدل و انصاف ہو گا۔

پہلی تقریر

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں :

حضرت مہدی علیہِ السلام عشاء کے وقت مکہ میں ظہور فرمائیں گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم ان کے دست مبارک میں ہو گا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیراہن بدن پر ہو گا۔ ہاتھوں میں آنحضرت کی شمشیر ہوگی نور کی نشانیاں ہمراہ ہوں گی۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اس طرح تقریر فرمائیں گے :

"اے لوگو ! خدا اور قیامت پر یقین رکھنے والو کھڑے ہو جاو میں تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں اس نے اپنی حجت کو منتخب کیا ہے میں تمہیں خدا، رسول، کتاب خدا پر عمل، باطل سے کنارہ کشی اور سنت کے احیاء کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

(معجم احادیث المهدی ۳, ۲۹۵)

گھر گھر عدل

حضرت کے زمانہ میں ہر جگہ عدل و انصاف ہو گا کوئی گھر ایسانہ ہو گا جہاں عدل و انصاف نہ ہو حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

اما واللہ لیدخلن (القائم) علیہم عدلہ جوف بیونہم کما یدخل الحروالقر

(بحار ۴۹۶۲/۵۲)

حضرت امام مہدی علیہ السلام اس طرح گھر گھر میں عدل و انصاف عام کردیں گے جیسے گرمی اور جاڑا۔

جب گرمی یا جاڑے کا موسم آتا ہے تو یہ موسم کی خاص جگہ خاص گھر سے مخصوص نہیں ہو تا ہے بلکہ ساری فضا اس سے متاثر ہوتی ہے گھر گھر میں یہ موسم ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت کے ظہور کے بعد ساری دنیا میں عدل و انصاف ہو گا کوئی گھر ایسا نہ ہو گا جہاں عدل و انصاف جلوہ گر نہ ہو۔

نماز گزار اور شجاع

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اعوان و انصار تعلیمات اسلامی کی جیتی جاگتی تصویر ہوں گے۔

ان کی پیشانی پر سجدہ کے نشان ہوں گے۔ دن میں شجاع بہادر رات میں عبادت گزار۔ ان کے دل فولاد کی طرح مستحکم ہوں گے۔ ہر ایک کی طاقت چالیس آدمیوں کے برابر ہوگی۔

(بحار ۳۸۶/۵۲)

ایک دوسری روایت میں ہے :

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اعوان و انصار ہر شہر میں پھیل جائیں گے وہ ان کو حکم دیں گے ہر جگہ عدل و احسان کا برتاو کریں وہ ان کو ملک کا فرمانروا قرار دیں گے اور شہروں کو آباد کرنے کا حکم دیں گے۔

(امام مہدی (دخیل) ۲۷۱)

عدل اقتصادی

دنیامیں ظلم و جور فتنہ و فساد کی ایک اہم وجہ اقتصادی نا ہماہنگی ہے۔ ایک جگہ اس قدر دولت کی فراوانی ہے کہ حد و شمار سے باہر ہے ایک طرف اس قدر غربت ہے کہ کئی کئی وقت فاقوں میں گزر جاتے ہیں۔ ایک طرف سر بفلک محل ہیں اور ایک طرف سر ڈھانپنے کے لئے ایک ٹکڑا چادر بھی نہیں ہے۔ غربت نے نہ جانے کن کن جرائم

اور گناہوں کو جنم دیا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو پر خوری کی بنا پر مختلف امراض کا شکار ہو جاتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو بھوک سے مر جاتے ہیں۔ آج کی حکومتوں میں جو اقتصادی پالیسیاں بن رہی ہیں اس کی بنا پر امیر اور زیادہ امیر غریب اور زیادہ غریب ہو رہے ہیں اس ماحول میں عدل کا تصور کیونکر ممکن ہے جو حکومتیں سرمایہ داروں کے "تعاون" سے وجود میں آئیں ان سے کیونکر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ناجائز اور ذخیرہ اندوزی سے حاصل شدہ دولت غریبوں اور مستحقوں میں تقسیم کر دے گی۔ بہر حال دولت کی غیر عادلانہ تقسیم ظلم و جور فتنہ و فساد کا سبب ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام مہدی علیہِ السلام کے زمانہ ظہور کو اس طرح بیان فرمایا ہے :

زمین میں عدل و انصاف عام ہو جائے گا، آسمان سے بارش ہوگی زمین اپنی کاشت کو ظاہر کرے گی۔ ان کے زمانہ میں میری امت کو وہ نعمتیں نصیب ہوں گی جو اس سے پہلے انھوں نے دیکھی نہ ہونگی۔

(اثبات الہداۃ ۵۲۵/۳)

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں :

...جس وقت ہمارے قائم کا ظہور ہو گا وہ لوگوں میں برابر سے مال تقسیم کریں گے۔ تمام مخلوقات کے درمیان عدل کا برتاؤ کریں گے نیکوکار اور گنہگار سے عدالت سے پیش آئیں گے۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ دنیا کے تمام اموال ان کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ زمین کے اوپر اور زمین کے اندر کی دولت ان کے پاس اکٹھا ہو جائیگی۔

وہ لوگوں سے فرمائیں گے۔ آؤ لے لو (یہ وہ مال ہے جس کے لئے تم نے رشتہ داریاں توڑی ہیں۔ خون بہایا ہے۔ گناہیں کی ہیں وہ اس طرح عطا کریں گے کہ اس سے پہلے کسی نے نہ دیا ہو گا ...

(منتخب الاثر ۳۸۳)

ایک دوسری روایت میں ہے :

حضرت امام مہدی علیہِ السلام سال میں دو مرتبہ عطا کریں گے۔ اور ہر ماہ دو مرتبہ تنخواہ دیں گے۔ لوگوں کے در میان ایک جیسا برتاؤ کریں گے۔ صورت حال ایسی ہوگی

سماج میں زکات کا کوئی مستحق نہیں ملے گا۔ اہلِ زکات، زکات لے کر فقیروں کے پاس جائیں گے.... وہ لینے سے انکار کریں گے۔ وہ تھیلوں میں پیسہ بھر کر شیعہ محلوں میں پھرائیں گے مگر وہ لوگ کہیں گے ہمیں تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے۔

(غیبت اعمال ۳۳۸)

ایک روایت میں اس طرح ہے :

حضرت امام مہدی علیہ کی خدمت میں ایک شخص آئے اور کہے گا اے مہدی مجھے عطا فرمائے۔ اس سے فرمائیں گے۔ اس کو ایک چادر دے دو جس قدر لے جانا چاہے لے جائے۔

(منتخب الاثر ۳۸۴)

جب تمام چیزوں کی فراوانی ہوگی۔ ہر ایک کی ضرورتیں اچھی طرح سے پوری ہورہی ہوں گی کسی کی کوئی ضرورت باقی نہ ہوگی۔ ہر ایک سیر اور خوشحال ہو گا۔ اس وقت وہ تمام مظالم ختم ہو جائیں گے جو اقتصاد اور غربت کی بنا پر ہوتے تھے۔ اگر ہم ایسی پر سکون زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں غربت کا خاتمہ دیکھنا چاہتے ہیں تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے جلد از جلد ظہور اور ان کی حکومت کے قیام کے لئے زیادہ سے زیادہ دعائیں کریں۔

عدل قضائی

ظلم و جور کی ایک وجہ غلط اور غیر عادلانہ فیصلہ ہیں۔ آج ہر طرف رشوت کا بازار گرم ہے اور عدالت کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ عدالت میں فیصلہ فریقین کی دلیلوں کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ قاضیوں (جج) سے "سیٹنگ" کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ ہاں یہ بات تو اس قدر واضح ہے کہ سپریم کورٹ نے بھی

عدالتوں میں ہے عدالتی کی بات کو تسلیم کیا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہِ السلام کی حکومت کی ایک خصوصیت یہ ہوگی۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام فرماتے ہیں :

....وہ تمام برے قاضیوں کو برطرف کر دیں گے۔ کمزور رائے رکھنے والے (حق کی بنیاد پر قوت فیصلہ نہ رکھنے والوں) کو کنارے کردیں گے ظالم و جابر حکمرانوں کو

معزول کردینگے۔ زمین کو ہر دھوکے باز سے پاک کر دیں گے۔ عدل سے کام لیں گے اور تم لوگوں کے در میان ضرور بالضرور انصاف قائم کریں گے....

(بحار، ۵/۱۲۰۱)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا :

جس وقت قائم آل محمد کا ظہور ہو گا وہ خانہ کعبہ کی پشت سے ۱۷ افراد کو باہر لائیں گے۔ ۵ جناب موسیٰ علیہ السّلام کی قوم سے ہوں گے یہ لوگ حق کی بنیاد پر فیصلہ کریں گے۔

(اثبات الہداۃ ۳۰/۵۵۰)

ابو بصیر نے دریافت کیا: کیا ان کے علاوہ کچھ اور لوگ خانہ کعبہ کی پشت پر نہیں ہیں؟ فرمایا :

ہاں دوسرے مؤمنین بھی ہیں لیکن یہ فقہاء کا گروہ ہے۔ یہ برگزیدہ افراد حکمراں ہوں گے حضرت ان کے چہروں پر ان کی پشت پر اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرینگے اس کے بعد ان کے لئے کوئی فیصلہ دشوار نہیں ہو گا۔ (الملاحم والفتن ص ۲۰۲)

<u>ایک مثالی فیصلہ</u>

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے عادلانہ فیصلے تو ان کی حکومت میں ظاہر ہوں گے یہاں ان کے جلد اعلی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی عادلانہ حکومت کا ایک فیصلہ نقل کرتے ہیں :

ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے لشکر کے ایک سپاہی "نجاشی یمنی" پر حد جاری کیا۔ یمنی حضرات اس سے بہت ناراض ہوئے۔ انہوں نے طارق بن عبد اللہ کو حضرت علی علیہ السّلام کی خدمت میں بھیجا۔ طارق نے کہا اے امیر المومنین ہمیں اس بات کی توقع نہیں تھی کہ آپ فرمانبردار اور نافرمان کو، متحد اور پراگندہ افراد کو فیصلہ اور سزا میں ایک جیسا قرار دیں گے۔ آپ نے نجاشی کے ساتھ جو کیا ہے اس سے ہمارے دلوں میں کینہ کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ آپ نے ہمارے امور کو پراگندہ کر دیا ہے۔ اور اس راستہ پر کھڑا کر دیا ہے جس کے بارے میں تصور یہ ہے کہ اگر ہم اس راستہ پر چلے اس کا انجام جہنم ہے۔ حضرت علی علیہ السّلام نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی :

و انہا الکبیرۃ الاعلیٰ الخاشعین

یہ کام بڑا سنگین ہے مگر خدا کی راہ میں خضوع و خشوع کرنے والوں کے لئے آسان ہے۔ اے طارق! کیا وہ ایک مسلمان نہیں ہے۔ اس نے خدا کی حرمت کو پارہ کیا ہے۔ ہم نے اس کا جو کفارہ تھا وہ حد جاری کیا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ

دیکھو کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل سے کام نہ لو عدل سے کام لو یہ تقوی

سے زیادہ قریب ہے۔

جب رات ہوئی تو طارق اور نجاشی معاویہ کی طرف چلے گئے تاکہ حضرت علی علیہ السّلام کے عدل و انصاف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(مجلہ انتظار، ۱۴ / ۸۲)

لیکن کیا یہ فرار ان کو خدا کی عدالت سے محفوظ رکھ سکے گا۔ ہرگز نہیں۔

جب عدالت کی بنیاد پر فیصلہ ہوں گے اور ذرہ برابر جانبداری نہ ہوگی۔ تو مجرم اذہان خود بخود اصلاح کا راستہ کریں گے اس طرح سماجی عدالت کے لئے زیادہ زمین ہموار ہوگی اور عدل و انصاف عام ہو گا۔

<u>علمی عروج</u>

دنیا میں ظلم و جور کی ایک وجہ جہالت ہے۔ یقینا آج کی دنیائے سائنس اور دوسرے میدانوں میں بہت زیادہ ترقی کرلی ہے۔ علمی ترقی کے حیرت انگیز نتائج سامنے آرہے ہیں۔ مگر انسان جتنا زیادہ باہر کی دنیا سے باخبر ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اپنے اندر کیا دینا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ "جان شناسی" ترقی پر ہے اور "خود شناسی" زوال پذیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس کی ترقی دنیا کو امن و امان اور عدل و انصاف نہ دے سکی۔ سائنس کی ترقی جس قدر زیادہ ہوتی جارہی ہے اتنا ہی زیادہ دنیا تباہی سے نزدیک ہو رہی ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد علم ترقی کی اس منزل پر ہو گا جس کو آج کوئی تصور تک نہیں کر سکتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

علم کے ۲۷ حصہ ہیں آج تک انسان کو صرف دو حصے دئے گئے ہیں جس وقت امام زمانہ علیہ السّلام کا ظہور ہو گا ۲۵ حصہ اس میں اضافہ کر دئے جائیں گے اور لوگوں میں عام کر دئے جائیں گے۔

(بحار، ۳۳۴/۵۲)

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کی روایت ہے :

جب ہمارے قائم کا ظہور ہو گا۔ خدا بندوں کے سروں پر ہاتھ پھیرے گا جس سے ان کی عقلیں کامل ہو جائیں گی اخلاقیات مکمل ہو جائیں گے۔

(منتخب الاثر، ص ۶۰۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا :

جب ہمارے قائم کا ظہور ہو گا خداوند عالم ہمارے شیعوں کی سماعت اور بصارت اس قدر تیز کر دے گا کہ ان کے اور قائم کے درمیان کوئی پیغام رساں نہ ہو گا۔ حضرت اپنی جگہ پر ہوں گے اور سب ان کو دیکھے رہے ہوں گے۔

(منتخب الاثر، ص ۶۰۷)

آج کی دنیا ٹیلی ویژن کی مدد سے دنیا کا نظارہ کر رہی ہے۔ حضرت کے ظہور کے بعد دیدار کے لئے کسی آلہ و وسیلہ کی ضرورت نہ ہوگی خود آنکھوں اور کانوں میں اس قدر طاقت ہوگی کہ دنیا کے ہر گوشہ سے حضرت کا دیدار کریں گے اور ان کی گفتگو سنیں گے۔ اس طرح کا دیدار صرف حضرت سے مخصوص نہ ہو گا تا کہ یہ کہا جائے کہ حضرت کے چہرہ انور کی خصوصیت ہے بصارت و سماعت کی ترقی کا اثر نہیں ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

قائم کے زمانہ کی حالت یہ ہوگی مشرق میں رہنے والا مغرب میں رہنے والے بھائی کا دیدار کرے گا اسی طرح مغرب میں رہنے والا مشرق میں رہنے والے کا دیدار کرے گا۔

(منتخب الاثر، ص ۶۰۷)

جب قائم آل محمد کا ظہور ہو گا وہ ہر علاقہ میں اپنے نمانده ارسال کریں گے اور ان سے کہیں گے تمہارے احکام تمہارے ہاتھ میں ہیں۔ جب کوئی ایسا موضوع پیش آئے جس کو تم نہ جانتے ہو اپنی ہتھیلی پر نظر کرنا جو نظر آئے اس پر عمل کرنا ....

(غیبت نعمانی,ص ۳۱۹)

علم اس قدر ترقی کر جائے گا کہ مسائل کا حل ہاتھ کی ہتھیلیوں پر نمایاں ہو گا۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام نے فرمایا :

ہمارے قائم کے ظہور کے زمانہ میں لوگوں کے دل کینہ سے پاک صاف ہوں گے۔

(بحار، ج ۱۰, ص ۱۰۴)

ذرا غور تو فرمائیں جب صرف دو حصوں کی ترقی کا یہ عالم ہے کہ عقل حیران ہے تو جب اس میں ۲۵ حصہ اور اضافہ ہو جائیں گے تو اس وقت علمی ترقی کا کیا عالم ہو گا۔ چونکہ علم ہر خیر کی اصل ہے اور جہالت ہر شر کی بنیاد ہے۔ جتنا علم میں اضافہ ہو گا اتنا جہل کم ہوگا اور جس قدر شر کم ہو گا اتنا ہی ظلم و جور کم ہو گا اور اتنا ہی امن و امان میں اضافہ ہوگا۔

امن عالم

جب ظلم و جور کے تمام اسباب ختم ہو جائیں گے فتنہ و فساد کے چشمہ سوکھ جائیں کے قتل و غارت گری لوٹ مار کی جڑیں کٹ جائیں گی۔ اس وقت دنیا میں ہر طرف امن و امان ہو گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کی روایت ہے :

(اس زمانے میں) ایک بڑھیا مشرق سے مغرب تک سفر کرے گی اس کو کوئی ستائے گا نہیں۔

(منتخب الاثر، ص ۳۷۹)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

قائم کے زمانہ میں نعمتیں فراوان ہوں گی بارش کی بنا پر کھیتیاں سر سبز و شاداب ہونگی لوگوں کے دل کینہ سے صاف ہوں گی وحشی جانور رام ہو جائیں گے۔ ایک عورت عراق و شام کے درمیان سفر کرے گی۔ ہر جگہ ہریالی ہوگی۔ وہ اپنے تمام

زیورات سے آراستہ ہوگی مگر کوئی ایک اس کو اذیت نہیں دے گا۔ کسی طرح کاخوف و اضطراب نہیں ہو گا۔

(مجلہ انتظار ، شمار ۱۴, ص ۲۰۵)

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا :

مھدی اپنے حکمراں شہروں میں روانہ کریں گے تاکہ لوگوں کے درمیان عدالت سے فیصلہ کریں اس وقت بھیڑ اور بکری ایک ساتھ رہیں گے۔ بچے بچھوؤں سے کھیلیں گے۔ برائیاں دور ہو جائیگی اچھائیاں باقی رہیں کی کھیتی بہت زیادہ ہوگی۔ بدکاری، شراب اور سود کا خاتمہ ہو گا لوگ عبادت شریعت کی پابندی، دینداری کی طرف رخ کریں گے۔ نماز جماعت با رونق ہونگی۔ عمری طولانی ہونگی۔ امانتیں ادا ہونگی۔ درخت پھلوں سے لدے ہوں گے برکتیں بے شمار ہوں گی اشرار نابود ہوں گے نیکو کار باقی رہیں گے اور اہل بیت کا کوئی دشمن باقی نہیں رہے گا۔

(مجلہ اِنتظار، شمارہ ۱۴, ص ۲۰۵)

یہ ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عادلانہ حکومت کی ایک جھلک اگر ہم اپنی آنکھوں سے ان کی واقعی حکومت دیکھنا چاہتے ہیں تو دعا کریں اور کردار کی اصلاح کر کے ظہور کے لئے زمین ہموار کریں۔

اَلْعَبْقَرِیُ الْحِسَانُ فِیْ اَحْوَالِ مَوْلَیْنَا صَاحِبِ الزَّمَان

المنتظر کے خصوصی شماروں میں امام زمانہ علیہ السّلام سے متعلق کتابوں کا تعارف ہوتا رہا ہے اور اس شمارہ میں کتاب نفیس و گہر بار العبقری الحسان في أحوال مولینا صاحب الزمان کا مختصر تعارف پیش کر رہے ہیں۔

<u>مولف</u>

اس کتاب کے مولف حضرت شیخ الفقہاء والمحدثین آیت اللہ مرحوم حاج شیخ علی اکبر نہاوندی ہیں۔ آپ ۱۲۸۰ ھ میں پیدا ہوئے اور اس زمانہ کے جید علماء جیسے مولی لطف اللہ مازندرانی، میرزا حبیب اللہ رشتی، شریعت اصفہانی، مرحوم مامقانی اور حاجی نوری صاحب مستدرک الوسائل کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ آپ کثرت قدس و تقوی کے لئے معروف تھے اور زہد و ورع میں نوادر عصر ہوا کرتے تھے اسی لئے بہت سے علماء و مبلغین آپ سے اجازہ روایت لیا کرتے تھے۔ آپ مسجد جامع گوھرشاد میں نماز

جماعت پڑھاتے تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ کی نماز سب سے طولانی ہوا کرتی تھی پھر بھی کثیر تعداد میں لوگ آپ کی اقتداء کرتے تھے۔ اور کمیت و کیفیت کے لحاظ سے اس جماعت کا شمار خراسان میں اول درجہ پر ہوا کرتا تھا۔

آپ عبادت و خضوع و خشوع میں منفرد تھے اور بالاخر ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۹ ھ کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے حضرت امام رضا علیہ السّلام کی پائنتی درب حرم میں مدفون ہوئے۔

تالیفات

علوم اہل بیت علیہم السّلام سے مالا مال تھے۔ جہاں عبادت و تقوی و پرہیز گاری کے منزل کمال پر تھے وہیں عالمی کاوشوں میں آپ کا جواب نہ تھا۔ مختلف موضوعات پر کتابیں تحریر و تالیف کیں منجملہ یہ کتابیں آج بھی موجود ہیں۔ ا۔ خزینتہ الجواھر ، ۲۔ گلزار اکبری، ۳۔ وسائل العبید، ۴۔ راحۃ الروح، ۵۔ جواھر الکلمات، ۶۔ انوار المواھب، ۷۔ انہار النوائب، ۸۔ الفوائد الکوفیتہ، ۹۔ رسنحتہ الندی، ۱۰۔ طور سیناء ۱۱۔ عناوین اللمعات، ۱۲۔ لمعات الانوار، ۱۳۔ مفرح القلوب، ۱۴۔ البنیان الرفیع، ۱۵۔ الجنتہ العالیہ، ۱۶۔ جنتان مدھامتان، ۱۷۔ الیاقوت الاحمر

کیسے کچھ لوگوں نے امام زمانہ علیہ السّلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا؟

غیبت کبری کے زمانہ میں بہت سے افراد نے حضرت ولی عصر علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور خدا کی اس عنایت و محبت سے بہرہ مند ہوئے ہیں۔ واقعات اس حد تک ملتے ہیں کہ اس میں کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے لیکن ایک موضوع جو بحث اور تحقیق چاہتا ہے، وہ یہ ہے کہ ان افراد نے کس طرح اس فیض عظیم کے حصول کی استعداد حاصل کی؟ آیا ان کے تقوی و ورع اور اعمال صالح کی وجہ سے یہ استعداد ملی ؟ یا پھر ان کے علمی و معنوی درجات بلند تھے لہذا حضرت کی زیارت میں کامیاب ہوئے؟ یا پھر صرف اور صرف حضرت کے لطف و کرم کے سبب وہ مشرف بہ زیارت ہوئے؟

بہت ہی مشہور و معروف حدیث جو کہ حضرت بقیتہ اللہ ارواحنا فداہ کی ناحیہ مقدسہ سے ان حضرت کے چوتھے نائب شیخ علی بن محمد سیمری کے پاس پہنچی ہے۔ اس پر غور کیا جائے تو حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔

اَلَا فَمَنِ الدَّعَی المُشَاہَدَۃَ قَبْلَ خُرُوْجِ السُّفْیَانِیْ وَالصَّیْحَۃِ فَہُوَ کَاذِبٌ مُفْتَرٍ.....

جو ان حضرت سے مشاہدہ کا دعوی کرے نواب اربعہ کے مشاہدہ کی طرح، وہ جھوٹا اور تہمت لگانے والا ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے مسئلہ بابیت اور ان حضرت سے اختیاری رابطہ کی تکذیب ہوئی ہے لہذا غیبت کبری میں کوئی بھی شخص کسی بھی وجہ سے اور کسی بھی طریقہ سے یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ فلاں کام حضرت کی زیارت اور مشاہدہ کا سبب ہے۔

کیونکہ اس صورت میں ہر کوئی اس کام کو انجام دے گا اور حضرت کی زیارت کرے گا اور یہ خود ایک طرح کی بابیت ہے۔ دوسری جانب اگر ہم مختلف واقعات اور تشرفات پر غور کریں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مشرفین میں کبھی علماء بزرگ و معروف نظر آتے ہیں، کبھی صالح اور متقی افراد دکھائی دیتے ہیں اور کبھی عام اور معمولی آدمی اور ان میں سے بعض اہل سنت اور بعض کفار بھی نظر آتے ہیں۔ اس وجہ سے اور ان افراد کے حالات اور روحیات و نفسیات کے مختلف ہونے کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والوں کا کوئی مخصوص طبقہ یا گروہ نہیں تھا اور نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عام و خاص کو اپنی عنایات و برکات سے نوازتے ہیں۔ یہ شرف بالحیث خلیفتہ اللہ علی خلقہ و عبادہ حضرت حجت خدا علیہِ السلام کی جانب اور مصلحت سے بھی صادر ہواہے۔

العبقری الحسان

یہ کتاب جس کا تعارف پیش کررہے ہیں۔ اس میں ایسے ہی خوش نصیب افراد کی حکایات نقل ہوئی ہیں جن کے نصیب میں امام مہدی علیہ السلام کی برکات و عنایات خاصہ پہونچیں اور وہ مفتخر قرار پائے۔ کتاب العبقری الحسان کا جو نسخہ ہمارے پاس ہے وہ دو جلدوں پر مشتمل، چاپ سنگی اور انتشارات کتاب فروشی دبستانی تہران کا ہے۔

پانچ حصّے

کتاب العبقری الحسان دو جلد اور پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں تین حصّے اور دوسری جلد میں دو حصّے ہیں۔ امام زمانہ علیہ السّلام کی ولادت سے لیکر غیبت صغری اور غیبت کبری میں ملاقات کرنے والوں کی داستان نقل ہوئی ہے۔

اسناد

کتاب کی خوبی یہ ہے کہ ہر حکایت کے ابتداء میں مولف نے سند لکھی ہے۔ علماء اور محققین کے لئے یہ استاد اہمیت کی حامل ہے۔ البتہ بعض استاد بڑی طولانی ہیں۔

تقسیم بندی کتاب

جیسا کہ ہم نے نقل کیا کہ یہ کتاب پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔ لیکن ہم یہاں ترتیب وار تفصیل سے گریز کرتے ہوئے موضوع کی تقسیم بندی کر رہے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

پہلا حصّہ

اس حصّہ میں ایسے مشرف ہونے والوں کے واقعات ہیں کہ جس میں ملاقات کے موقعہ پر ان لوگوں نے امام زمانہ علیہ السّلام کو پہچان لیا۔ اس حصّہ میں ایسے مشرف ہونے والوں کے واقعات بھی ہیں کہ جس میں عین ملاقات کے موقعہ پر امام زمانہ علیہ السّلام کو نہیں پہچانا لیکن بعد میں قرائن اور حالات کی طرف متوجہ ہوئے تو سمجھا کہ امام عصر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔ اور بعض ایسی حکاتیں بھی ہیں کہ جس میں پتہ نہیں چلا ہے کہ حضرت کو پہچانا ہے یا نہیں پہچانا ہے۔

دوسرا حصّہ

اس حصّہ میں مشاہدات اور مکاشفات درج ہوئے ہیں۔ مکاشفہ یعنی خواب اور بیداری کی درمیانی حالت۔ مکاشفہ میں انسان ان چیزوں کو دیکھتا ہے جو کہ خواس ظاہری سے مربوط نہ ہوں بلکہ اس کے روحی اور معنوی اور اکات کی طرف پلٹے۔ خواب میں انسان کا سننا اور دیکھنا ظاہری آنکھ اور کان سے نہیں ہو گا جبکہ مکاشفہ میں روح درک حقائق میں مشغول ہوتی ہے اور اس وقت ظاہری کان اطراف کی آواز کو سنتا ہے۔

تیسرا حصّہ

اس حصّہ میں خواب میں مشرف ہونے والے حضرات کا تذکرہ ہے۔ یہ رویائے صادقہ ہیں۔

چوتھا حصّہ

اس حصّہ میں تجلیات امام عصر علیہ السلام نقل ہوئی ہیں یعنی ملاقات کرنے والوں پر نور یا صدا یا بوئے مبارک حضرت ولی عصر سے

ہمکنار ہوئے۔

پانچواں حصّہ

اس حصّہ میں ایسے لوگوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے حضرت امام زمانہ علیہ السّلام سے توسل کیا اور مناسب نتائج سے ہمکنار ہوئے۔

توسّل

اس تقسیم بندی سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ غیبت کبری میں ہم امام زمانہ علیہ السّلام سے ملاقات کریں یا نہ کریں۔ ان کی ظاہری زیارت کا شرف حاصل ہو یا نہ ہو، خواب و مکاشفہ کے ذریعہ ہم امام سے ملیں نہ ملیں لیکن اُن حضرت سے توسل کے ذریعہ مناسب نتائج اور اپنی مشکلوں کو حل کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہر شیعہ کی ذمہ داری ہے کہ مسلسل توسل کرتا رہے اور ان حضرت کے ظہور کی دعا کرتا ر ہے۔

برکات حضرت ولی عصر علیہ السلام

یہاں بعض حکایتیں نقل کر رہے ہیں جن میں خوش نصیب مشتاقان دیدار کو امام زمانہ علیہ السّلام نے اپنے طلعت رشیدہ اور جمال مبارک کی زیارت کا شرف عطا کیا۔

محمد بن الرواد اور ابن جعفر دھان کی ملا قات : محمد بن الرواد رواسی کہتے ہیں: ایک روز ماہ رجب میں محمد بن جعفر دھان کے ساتھ مسجد سہلہ کی طرف چلا۔ محمد نے مجھ سے کہا مجھے مسجد صعصہ لے چلو۔ (امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ اطہار علیہم السّلام نے اس مسجد میں نماز ادا کی ہے اور اپنے قدم مبارک سے اس جگہ کو شرف عطا کیا ہے اس لئے یہ مسجد بڑی برکتوں والی ہے) اس مسجد کی طرف چلے۔

وہاں ہم نے حالت نماز میں دیکھا کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار چلا آرہا ہے۔ اپنے اونٹ سے اترا اور ایک سایہ کے نیچے اپنے اونٹ کو باندھ دیا اور مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی اور نماز اسکی طولانی تھی۔ اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور کہا۔ **اَللّٰہُمَّ یَا ذَالْمِنَنِ السَّابِغَۃ...** دعا کے آخری تک۔ (یہ دعا دعاؤں کی کتاب میں اعمال ماہ رجب اور مسجد صعصہ کے اعمال میں نقل ہوئی ہے۔ مفاتیح الجنان میں بھی موجود ہے) پھر وہ اٹھا اور اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ محمد بن جعفر دھان نے مجھ سے کہا۔ کیا ہم اس سے سوال نہ کریں کہ وہ کون ہے؟ میں نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور اٹھے اور اس کے پاس پہونچکر کہا۔ آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں۔ ہمیں بتائے

کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں تم سوچو کہ میں کون ہوں؟ ابن جعفر دھان نے کہا۔ میں سمجھتاہوں کہ آپ خضر ہیں اس شخص نے مجھ سے کہا: کیا تم بھی یہی سمجھ رہے ہو؟ میں نے کہا میں بھی سوچ رہا ہوں کہ آپ خضر ہیں۔ آپ نے فرمایا: واللہ میں وہ ہوں کہ خضر جسکے دیدار کے محتاج ہیں تم لوٹ جائو میں تمہارا امام زمانہ زمانہ علیہ السّلام ہوں۔

(اعبقری الحسان ، ج ۲، ص ۶۰ سطر ۲۸)

پر گنا ہندوستان

مرحوم آقا سید علی تبریزی داماد نے نقل کیا ہے کہ کچھ دنوں میں ہندوستان میں پر گنا میں مقیم تھا۔ ایک روز اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ اچانک ایک باشکوہ عورت میرے کمرہ میں داخل ہوئی اور بغیر کسی مقدمہ کے اپنی چادر کو ہٹا دیا اور اپنی صورت مجھے دکھائی۔ میں نے دیکھا کہ ایک جوان عورت انتہائی خوبصورت لیکن بری طرح لاغر ہے۔

اس عورت نے کہا: میری لاغری کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک جن کے چنگل میں پھنس گئی ہوں اس نے میری یہ حالت بنادی ہے۔ اس سے نجات کا میرے لئے کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ سے متوسل ہو جاؤں کیوں کہ آپ ایک سید اور خاندان پیغمبر سے ہیں۔ اس کی باتوں کے تمام ہونے کے بعد میں نے اس سے کہا جب بھی وہ جن ظاہر ہو آیت الکرسی کی تلاوت کرو۔ وہ تمہارے پاس سے بھاگ جائے گا۔ اس نے کہا میں آیت الکرسی نہیں جانتی۔ کچھ روز زحمت اٹھا کر اس کو آیت الکرسی یاد کرایا۔ کچھ روز بعد آئی اور شکریہ ادا کیا کہ اس آیہ مبارکہ کی برکت سے جب بھی وہ ظاہر ہوتا، میں پڑھتی اور اس کے شر سے محفوظ ہو جاتی۔

سید علی فرماتے ہیں کچھ روز اسی طرح گذرے۔ ایک روز میں نے دیکھا کہ مینڈک کی طرح ایک کالے رنگ کی چیز میرے کمرے کی چھت پر چپکی ہوئی ہے اور دھیرے دھیرے نیچے آرہی ہے اور جیسے جیسے نیچے آرہی ہے اسکی جسامت پڑھتی جارہی ہے یہاں تک کہ کمرے کی زمین پر آگئی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ اس نے ایک عجیب ھیکل اختیار کرلی۔ کہ جس کو دیکھ میں وحشت زدہ ہو گیا اس نے بڑی تیز آواز میں اور غصہ میں مجھے سے کہا: تم نے آیت الکرسی کو تعلیم دے کر مجھ سے میرے محبوب کو جدا کر دیا۔ اب میں تمہیں ختم کر دوں گا۔ میں نے آیت الکرسی پڑھنا شروع کیا۔ وہ عجیب ھیکل آہستہ آہستہ چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ اپنی اصل صورت میں آگیا اور غائب

ہو گیا۔ کئی مرتبہ اسی طرح وہ میرے پاس آیا ختم کرنے کا قصد کیا لیکن میں آیت الکرسی کی تلاوت سے اس کے شر سے نجات پا گیا۔ ایک روز میں تفریح کے لئے شہر سے باہر نکلا۔ شہر سے قریب جنگل تھا جب میں اس جنگل میں پہونچا دیکھا کہ اچانک ایک بہت بڑا اژدھا درختوں کے درمیان سے باہر آیا اور چیخنے لگا۔ میں وہی جن ہوں اور اب تم کو ہلاک کر دوں گا۔ میں دیکھتاہوں کہ کون تمہیں میرے چنگل سے نجات دلاتا ہے ؟ جیسے ہی اسکی بات کو میں نے سنا اور مجھ پر الہام ہوا اور بے چاروں کے فریادرس اور مصیبتوں میں ان کو نجات دلانے والے، حضرت صاحب العصر والزمان علیہِ السلام کی طرف متوسل ہوا اور اس جن سے کہا۔ حضرت حجت علیہِ السلام مجھے نجات دلائیں گے۔

جیسے ہی یہ جملہ میرے دھن سے خارج ہوا ایک سید جوان جس کے سر پر سبز عمامہ اور ہاتھ میں ایک کلہاڑی ہے اپنے سامنے پایا۔ آپ جناب نے کلہاڑی کو مجھے دیا اور فرمایا۔ اس اژدھے کو ختم کر دو۔ میں نے کہا: میرے مولا خوف کی وجہ سے میں اپنے بدن میں طاقت محسوس نہیں کرتا تو میں کیسے اس کلہاڑی کو لوں۔ پھر آپ نے کلہاڑی کو لیا اور اس اژدھے کے سر پر ضرب لگائی اور اسے ہلاک کر دیا۔ پھر مجھ سے فرمایا جاؤ اب تم اس کے شر سے محفوظ ہو گئے۔ میں نے سوال کیا: آپ کون ہیں؟ فرمایا تم کس سے متوسل ہوئے اور مدد طلب کی تھی؟ میں نے کہا: امام عصر علیہ السلام سے متوسل ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا میں حجت وقت اور امام زمانہ علیہ السّلام ہوں اور آپ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے خدا کی بارگاہ میں اس عظیم نعمت کے لئے شکریہ ادا کیا۔

(ج ۲، ص ۲۰۴، س ۲۵)

امام وقت علیہِ السلام ہی نے حجر اسود کو نصب کیا اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حجر اسود کی تنصیب حجت خدا علیہِ السلام ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ ابو القاسم جعفر بن محمد قولویہ فرماتے ہیں : میں ۳۳۷ ھ میں (غیبت کبری کا ابتدائی زمانہ تھا۔ یہ وہی سال تھا جس میں قرامطہ نے حجر الاسود کو مسجد الحرام میں لوٹا دیا تھا) زیارت بیت اللہ کے ارادہ سے بغداد پہونچا اور میرا سب سے اہم مقصد اس سفر میں یہ تھا کہ میں اس شخص کو دیکھوں جو حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرے گا کیونکہ میں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ سے نکالنا اور نصب کرنا حجت زمان علیہ السلام کے ذریعہ ہوتا ہے۔ (جیسا کہ حُجّاج لعنت اللہ علیہ کے زمانہ میں اسکو جگہ سے نکالا گیا اور جس نے بھی اس کو اس کی جگہ پر نصب کرنا چاہا، نصب نہیں ہوا

یہاں تک کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے اپنے دست مبارک سے اسے اسکی جگہ پر نصب کیا)۔ میں بغداد میں سخت بیمار ہو گیا یہاں تک کہ میں نے خود کو موت کے قریب پایا لہذا میں اپنے مقصد (زیارت بیت اللہ الحرام) سے نا امید ہو گیا۔ میں نے ایک شخص ابن شام کو اپنا نائب قرار دیا اور ایک خط بند کر کے مہر لگا کر اسکے حوالہ کیا اور اس خط میں میں نے اپنی عمر کے بارے میں سوال کیا اور دریافت کیا کہ اس بیماری سے میری موت ہو گی یا نہیں؟ اور اس شخص سے کہا: میر اہم مقصد اس خط کے روانہ کرنے کا یہ ہے تم اس خط کو اس کے حوالہ کرو جو حجر اسود کو اسکی جگہ پر نصب کرے گا اور پھر تم اس سے اس خط کا جواب لو کیوں کہ میں تم کو صرف اسی کام کے لئے بھیج رہا ہوں۔ ابن ہشام کہتے ہیں: جب میں مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور لوگ چاہتے تھے کہ حجر اسود کو اسکی جگہ پر نصب کریں، میں نے ایک رقم خدام کو دی تا کہ وہ میری مدد کرے اس شخص کو دیکھنے میں جو حجر اسود کو نصب کرے گا۔ میرے نزدیک کچھ لوگ معین ہو گئے جو لوگوں کے اژدھام سے میری حفاظت کررہے تھے۔ جو بھی حجر اسود کو نصب کرنا چاہتا تھا۔ حجر اسود اضطراب میں آجاتا اور اپنی جگہ قرار نہ پاتا تھا۔ اسی اثنا میں ایک جوان گندمی رنگ کا اور خوبصورت ظاہر ہوا اور اس نے حجر کو اسکی جگہ پر رکھ دیا۔ حجر وہیں پر ٹہر گیا اسی طرح کہ جیسے کبھی اس جگہ سے نکالا نہ گیا ہو۔

جب لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔ تکبیر کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور وہ جوان اس کے بعد مسجد الحرام سے خارج ہو گیا۔ میں اسکے پیچھے پیچھے چلا۔ مجمع کو چیرتے ہوئے میں اسکے پیچھے بھاگ رہا تھا تو لوگوں نے خیال کیا کہ شاید میں دیوانہ یا مریض ہوں۔ میں تو بھاگ رہا تھا لیکن وہ جوان بڑے وقار کے ساتھ آرام سے چل رہا تھا لیکن میں اسکے پاس نہیں پہونچ پایا یہاں تک کہ ہم ایک جگہ پر پہونچے جہاں میرے علاوہ کوئی اور نہ تھا جو ہمیں دیکھے سکے۔ وہ ٹھہرا اور مجھ سے کہا: جس چیز کو تم لیکر آئے ہو مجھے دیدو۔ میں نے خط کو اس کے حوالہ کیا۔ اس خط کو کھولے بغیر ہی فرمایا۔ صاحب خط سے کہنا کہ وہ اس بیماری سے نہیں مرے گا بلکہ ابھی سے تیس سال زندہ رہے گا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس وقت مجھ پر ایسا گریہ طاری ہوا کہ میں چلنے کے قابل نہ رہا۔ وہ جوان مجھے اس حال میں چھوڑ کر چلا گیا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ ابو القاسم جعفر بن محمد قولویہ کہتے ہیں: ابن ہشام نے حج سے لوٹنے کے بعد مجھے اس واقعہ سے مطلع کیا۔ اصل واقعہ کے نقل کرنے والا کہتا ہے۔ واقعہ کے تیس سال گزرنے کے بعد ابن قولویہ بیمار ہوئے اور اپنی آخرت کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ اپنی وصیت کی اور کفن مہیا کیا اور اپنی قبر کی جگہ کو معین کیا۔ لوگوں نے ان

سے کہا: تم کیوں اس بیماری سے ڈر رہے ہو؟ ہمیں امید ہے کہ خدا تم پر فضل کرے گا اور تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا۔ یہ وہی سال ہے کہ جس میں مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے۔ اسی سال اور اسی روز میں انہوں نے موت پائی اور رحمت الہی سے ہمکنار ہوئے۔

(ج۲، ص ۵۷, س ۳)

خاتمہ :

امام زمانہ علیہ السّلام کے الطاف و اکرام اور برکات کا سلسلہ جاری ہے۔ اس مضمون میں پرانے واقعات نقل کئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج بھی مدد طلب کرنے والے امام کی امداد سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہاں ایک واقعہ اپنے ہی زمانہ کا نقل کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ہمارے ایک جید عالم شیخ محمد علی العمری کا انتقال ہوا ہے۔ آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور انتقال کے وقت آپ کی عمر تقریبا ۱۳۵ سال تھی۔ جنت البقیع میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ آپ نے امام زمانہ علیہ السّلام سے ملاقات کی ہے۔ حضرت نے آپ کو سعودی جیل سے نجات دلائی۔ المنتظر کے نمائندوں نے ۱۹۹۸ء مطابق محرم ۱۴۳۰ ھ میں شیخ محمد علی العمری اور ان کے فرزند ارجمند حضرت حجت الاسلام حاج شیخ کاظم العمری سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور جناب شیخ کاظم عمری سے دریافت کیا کہ واقعہ کیا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے والد نے امام زمانہ سے ملاقات کی ہے۔ انہوں نے برجستہ کہا، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا لیکن یہ بات بہت عام ہے۔ آپ اسکی وضاحت کریں۔ بہت اصرار کے بعد انہوں نے کہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آج سے تقریبا ۷۰ سال پہلے جب ہم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ ہمارے والد کو اور بہت سے شیعوں کو سعودی حکومت نے صرف شیعہ ہونے کی وجہ سے گرفتار کر لیا اور باب جبرئیل کے سامنے شیعوں پر مظالم ہوئے یہاں تک کہ دو شیعہ اس میں شہید ہو گئے اور بہت سے شیعوں کے ساتھ ہمارے والد کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ ہمارے والد چونکہ عالم کی حیثیت رکھتے تھے، انہیں پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ بعد میں شیعوں نے بہت احتجاج کیا تو ہمارے والد کی پھانسی کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کر کے شہر سے دور کی جیل میں بھیج دیا گیا۔ ہمارے خاندان اور قبیلے کے لوگوں کو اس بات کی کوئی اطلاع نہیں کہ انہیں عمر قید ہوگئی ہے بلکہ خاندان کے لوگ یہیں سمجھ رہے تھے کہ انہیں پھانسی ہو گئی۔ ایک سال بعد والد گھر لوٹ آئے۔ لوگوں نے انہیں دیکھا تو خوشی کی انتہا نہ رہیں۔ سبھی ان سے گویا ہوئے کہ ماجرا کیا ہے۔ انہوں نے مخصوص لوگوں سے ماجرے کو نقل کیا اور بعد میں ہم سے

بھی انہوں نے نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: جب مجھے شہر بدر کرایا گیا اور میں جیل میں تھا۔ میں بارگاہ خداوندی اور ائمہ ھدی کی بارگاہ سے متوسل ہوتا اور اپنی رہائی کے لئے دعا کرتا تھا۔ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام جواد علیہ السلام آئے ہیں۔ (جہاں شیخ عمری کا مکان ہے۔ وہ علاقہ عوالی کہلاتا ہے اسی عوالی کے علاقہ میں مسجد قبا بھی ہے اور اس علاقہ میں امام جواد علیہ السلام کا مکان ہوا کرتا تھا) مجھے بشارت دے رہے ہیں کہ جلد ہی میں رہا ہو جاؤں گا۔ اسی طرح دوسری شب خواب میں امام امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے بھی بشارت دی کہ میں جلد ہی رہا ہونے والا ہوں اور پھر تیسری شب خواب میں امام زمانہ علیہ السّلام کو دیکھا اس طرح کہ آپ گھوڑے پر سوار اور آپ کے ہمراہ بہت سے اصحاب بھی ہیں اور مکہ سے نکلے ہیں اور مدینہ کی طرف آرہے ہیں مجھ سے آپ نے فرمایا: میرا ایک نمائندہ تمہارے پاس آرہا ہے وہ تمہیں آزاد کرائے گا۔ اس خواب کے بعد جب میں بیدار ہوا تو پریشان تھا کہ ماجرا کیا ہے۔ خواب کی تعبیر کیا ہے۔ بعد میں سپاہی میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ مجھے رہا کیا جارہا ہے۔ اور اس طرح مجھے رہائی مل گئی۔ میں بارگاہ خداوندی میں شکر گزار ہوا اور اپنے مولا کے ظہور کی دعا کرنے لگا۔

شیخ کاظم عمری نے اپنے والد کے نقل قول کے بعد نمائندگان المنتظر سے فرمایا: واقعہ یہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم مدینہ میں صرف اس لئے محفوظ ہیں کہ ہمارے مولا اور آقا امام زمانہ ہماری پشت پناہی فرماتے ہیں۔ ان کی تائیدات ہمارے شامل حال ہے اور اپنے اپنی پشت کی دیوار کی طرف اشارہ کیا جس پر حدیث کا طغرہ لگا ہوا تھا۔

اِنَّا غَیْرُ مُملین لمراعاتکم ولا ناسین لذکرکم.....شیخ کاظم نے فرمایا: حضرت ہمارے امور سے کبھی غافل نہیں ہوتے اور ہماری یادوں کو کبھی فراموش نہیں کرتے اور اگر آپ کی نظر عنایت ہم پر سے ہٹ جائے تو دشمن ہم کو پسپا کردیں گے۔ اس توقیع میں حضرت نے یہی فرمایا ہے۔

بعد میں نمائندگان نے خود شیخ محمد علی العمری سے اس داستان کی تصدیق کی البتہ ابتداء میں انہوں نے کچھ بھی بتانے سے انکار کیا لیکن اصرار پر کہا کہ اس طرح ہمارے مولا اور آقا نے ہماری مدد فرمائی۔

واجعہُ اللّٰہُمَّ مَفْزَعًا لِمَظْلُوْمِ عِبَادِکَ

اور اے پروردگار ان حضرت کو اپنے مظلوم بندوں کے لئے فریادرس قرار دے۔

شرح زیارت امام زمانہ علیہ السلام بروز جمعہ

(المنتظر شعبان خصوصی شمارہ ۱۴۳۱ ھ، پچھلے شمارے سے جاری)

هَذَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَ هُوَ يَوْمُکَ الْمُتَوَقَّعُ فِيهِ ظُهُورُکَ وَ الْفَرَجُ فِيهِ لِلْمُؤْمِنِينَ عَلَى يَدَيْکَ وَ قَتْلُ الْكَافِرِينَ بِسَيْفِکَ

آج بروز جمعہ ہے۔ اور یہ آپ کا دن ہے جس میں آپ کے ظہور کی توقع اور امید ہے اور (اسی روز) مومنین کو آپ کے ہاتھوں کشادگی اور کشائش حاصل ہوگی اور خدا کا انکار کرنے والے آپ کی شمشیر سے قتل کئے جائیں گے۔

زیارت کے اس فقرے سے تین نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

(۱) جمعہ کا روز وہ مبارک دن ہے جب حضرت حجت عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کا ظہور متوقع ہے۔

(۲) ظہور امام کے بعد صاحبان ایمان کو کشادگی حاصل ہوگی۔

(۳) دشمنان خدا امام وقت کی تلوار سے واصل جہنم کئے جائیں گے۔

آئیے ایسا جملہ کا تجزیہ و تحلیل کرنے کی کوشش کریں

(الف) ظہور کا وقت معین کرنے کی ممانعت

جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ ظہور کا وقت معین کرنے کی شدت سے ممانعت کی گئی ہے۔ فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر سے دریافت کیا:هل لهذا الامر وقت؟ قال علیہِ السلام : کذب الوقاتون، کذب الوقاتون، کذب الوقاتون۔ آیا اس امر (یعنی ظہور امام علیہ السّلام) کے لئے کوئی وقت معین ہے؟ امام نے جواب میں فرمایا :

وقت معیّن کرنے والے جھوٹے ہیں،

وقت معین کرنے والے جھوٹے ہیں۔

وقت معین کرنے والے جھوٹے ہیں۔

(الکافی ، ج ۱، ص ۳۶۸، باب کراہیتہ التوقیت، الغیبتہ، شیخ طوسی، ص ۔۴۲۶-۴۲۵، ح ۴۱۱, بحار الانوار ج ۵۲، ص ۱۰۳. ب ۲۱, ح ۵)

اس طرح کی روایات تواتر لفظی اور تواتر معنوی دونوں رکھتی ہیں۔ یعنی اپنے الفاظ کے اعتبار سے بھی متواتر ہیں اور اپنے معنی کے اعتبار سے بھی۔ (اگر مندرجہ بالا حوالجات پر غور کریں تو آپ پائیں گے کہ اکثر محدثین نے اپنی کتابوں میں توقیت (یعنی وقت معین کرنا) کی ممانعت پر باب درج کئے ہیں۔) کیونکہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے اور کسی کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ وہ لوگوں کے جذبات سے اس حساس موضوع پر کھیلے۔ امام صادق مالی فرماتے ہیں :

مَنْ وَقَّتَ لِمَہْدِینَا وَقْتًا فَقَدْ شَارَکَ اللہَ فِیْ عِلْمِہٖ

(الھدایہ، حسین بن حمدان ، ص ۱۷۲)

جس نے ہمارے مہدی کے لئے وقت معین کیا اس نے یقینا اپنے کو اللہ کے علم میں شریک سمجھا ہے۔

(ب) جب وقت معین کرنے کی ممانعت ہے تو پھر زیارتوں، دعاؤں اور حدیثوں میں روز جمعہ کو کیوں وہ دن بتایا گیا ہے کہ جس میں ظہور ہوگا؟

سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ نہ صرف روز جمعہ بلکہ روایات میں ظہور کا مہینہ اور ظہور کا سال بھی بتایا گیا ہے۔ مثلا محمد بن مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام صادق علیہ السّلام سے سوال کیا: آپ کے قائم علیہِ السلام کا ظہور کب ہو گا؟ آپ نے جواب میں فرمایا

ِعِنْدَ ذَالِکَ یُنَادیٰ بِاسْمِ الْقَائِمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ لَیْلَۃِ ثَلَاثٍ وَ عِشْرِیْنَ مِنْ شَہْرِ رَمْضَانَ وَ یَقُوْمُ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَآءِ.....

(کفایۃ المھتدی، میر محمد بن محمد المیر لوحی الحسینی الاصفہانی جو علامہ مجلسی کے ہم عصر تھے۔ ص ۲۱۷, ح ۳۹ الاربعون، الخاتون آبادی۔ ص ۱۷۰-۱۶۹, ح ۳۲، اثبات الھداۃ، شیخ حر عاملی، ص ۵۷۰، ب ۳۲، ف ۴۴, ح ۶۸۷)

چند علامتیں بیان کرنے بعد امام علیہِ السلام نے فرمایا :

پھر اس وقت قائم کو انکے نام سے پکارا جائے گا۔ ماہ رمضان کی تیئیسویں شب ہوگی اور عاشور کے دن آپ قیام کریں گے۔ یعنی آپ کا ظہور ماہ مبارک رمضان میں ہو گا۔ (۲۳ ویں شب قدر میں) اور آپ دس محرم کو قیام کریں گے۔

اہل تسنن کی روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ ماہ محرم کی سترہ تاریخ کو امام رکن اور مقام ابراہیم کے در میان قیام کریں گے جبکہ جبرئیل انکی داہنی طرف اور میکائیل اُنکی بائیں طرف ہوں گے۔

(عقد الدرر، ص ۶۵, ب ۴، ف ا البرهان في علامات مہدی آخر الزمان، ص ۱۴۵, ح ۱۴)

شیخ مفید رحمت اللہ علیہ نے الارشاد میں ابو بصیر سے روایت نقل کیا ہے کہ امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ قائم علیہ السلام ظہور نہیں فرمائیں گے مگر سال طاق میں یعنی ایک، تین، پانچ، سات، نو۔

(الارشاد ص۳۸۹ کشف الغمتہ۔ ابوالفتح علی بن عیسی الاربلی، ج ۲، ص ۴۶۲)

اب مذکورہ بالا سوال کا جواب یہ ہے کہ لوگوں میں سے کسی کو حق نہیں کہ وہ اپنی طرف سے ظہور کا وقت معین کرے۔

وقت کی بات کرنے کا حق صرف اللہ تعالی کو ہے یا وہ افراد کہ جنہیں اس نے اپنے علم کے لئے منتخب کیا ہے۔ بقیة ائمہ معصومین علیہم السّلام نے حدیثیں بیان کی ہیں کہ یہ ظہور کا دن، مہینہ اور سال ہو گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان ذوات مقدسہ علیہم السّلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اپنے صاحب اور امام کے ظہور کا انتظار دن و رات، صبح و شام کیا کرو۔ اس ظاہری تضاد کو اگر تعادل و ترانہ کے ذریعہ حل کرنا چاہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر چہ اس طرح کی باتیں روایات میں موجود ہیں لیکن للہ البدآء اللہ کو حق ہے کہ اس میں بداء واقع کرے یعنی وقت میں تبدیلی لائے۔ بدا کے عقیدہ سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہئے بس ہداء کے متعلق ہمارے اماموں نے فرمایا ہے کہ اللہ کی عبادت کسی چیز سے اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ عقیدہ سے ہوتی ہے۔ اللہ کی تعظیم جتنی ہداء کے عقیدہ سے ہوتی ہے اتنی کسی چیز سے نہیں ہوتی ہے۔ جس طرح تشریع میں نے نسخ، ناسخ و منسوخ ہے اسی طرح تکوین میں پر اء ہے۔ تعجب ہے کہ مسلمان نے قبول کرنے کے لئے تیار ہے لیکن بدا کا انکار کرتا ہے۔ تفصیلات کے لئے رجوع کریں (اصول کافی ج ۱, ص ۱۴۶، باب البداء، بحار الانوار، ج ۴، ص ۹۲، باب ۳، البدا والنسخ)

(ج) فرج اور گشائش صرف اور صرف ظہور مہدی علیہ السلام کے بعد :

یہ بات طے شدہ ہے کہ اہل ایمان کو حقیقی نمائش اور کشادگی صرف اور صرف ظہور حضرت حجت کے بعد نصیب ہوگی۔ غیبت کے زمانے میں مومنین کو چاہئے کہ ائمہ

معصومین علیہم السّلام کے احکام اور اقوال کی اتباع اور پیروی کریں۔ ہر فرد مومن پر لازم ہے کہ وہ کوشش کرے کہ آنحضرتؑ کی ذرہ برابر مخالفت نہ ہو نہ انفرادی طور پر اور نہ اجتماعی طور پر۔ ائمہ معصومین علیہم السّلام کی حدیثوں اور اقوال کو اپنے اغراض اور مقاصد پر منطبق کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ انکے علم کو اپنی زندگی کا مقصد اور محور بنالیں۔ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ توجیہ کو نافرمانی کا سپر بنالیں۔

(و) و شمنان خدا اور دین خدا کی ہلاکت اور نیستی امام زمانہ علیہ السّلام

کے ہاتھوں :

حضرت نوح کی دعا: رب لاتزر علی الأرض من الکافرین دیارا

(سورہ نوح: آیت ۲۶)

پروردگارا روئے زمین پر کسی ایک کافر کو زندہ باقی نہ رکھنا۔

حضرت حجت علیہِ السلام کے ظہور کے بعد بطور کامل قبول ہوگی۔

(تفصیلات کے لئے رجوع کرے بحار الانوار جلد ۸۹، ص ۳۴۰، باب ۴ أعمال یوم الجمعة و آدابه و طایفه)

وَ أَنَا یَا مَوْلایَ فِیهِ ضَیْفُکَ وَ جَارُکَ وَ أَنْتَ یَا مَوْلایَ کَرِیمٌ مِنْ أَوْلادِ الْکِرَامِ وَ مَأْمُورٌ بِالضِّیَافَةِ وَ الْإِجَارَةِ فَأَضِفْنِی وَ أَجِرْنِی صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْکَ وَ عَلَی أَهْلِ بَیْتِکَ الطَّاهِرِینَ.

اور میں اے میرے مولا اس روز آپکا مہمان اور آپ کا پڑوسی اور ہمسایہ ہوں۔ آپ اے میرے مولا کریم ہیں اور صاحبان کرم کے فرزند ہیں اور آپ کو پناہ دینے کا زمہ دار اور عہدہ دار بنایا گیا ہے۔ پس مجھے اپنی مہمانی کا شرف عنایت کیجئے اور مجھے پناہ دیجیۓ آپ اور آپ کے پاک و پاکیزہ اہل بیت علیہم السّلام عام پر خداوند عالم کا درود ہو۔

(الف) اصطلاحات : فیہ میں فی حرف جر ہے اور "ہ" ضمیر ہے اسکا مرجع یوم یعنی دن ہے۔ ضیف کہتے ہیں مہمان کو، جار کہتے ہیں پڑوسی اور ہمسایہ کو، کرام کریم کی جمع ہے۔ مامور امر کا اسم مفعول ہے یعنی جسے حکم دیا جائے۔ فاضفنی تین کلمات سے مرکب ہے۔ ف جس کے معنی ہیں پس اضف فعل امر مخاطب ہے باب افعال کی بنا پر گرا دیا گیا ہے۔ "ن" کو نون و قایہ کہتے ہیں اور "ی" ضمیر متصل متکلم ہے۔ لھذا فاضفنی کے معنی ہونگے پس میری ضیافت فرمایئے۔ اسی طرح اجرنی بھی ہے۔

(ب) یہ فقرہ اس زیارت کا آخری فقرہ ہے۔ اور بڑا عجیب و غریب جملہ ہے۔ جمعہ کا دن امام زمانہ کا دن ہے اور آپ ہی سے منسوب ہے۔ جب ہم اس دن کی ابتداء کریں، تو اس بات کا خیال رکھیں کہ جو اس دن کا مالک ہے۔ ہم اس کے مہمان ہیں ۔ با ادب اور مہذب مہمان وہی ہوتا ہے جو کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو میزبان کو نا پسند ہو۔ لھذا جمعہ کے دن میں بطور خاص اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہمارے آقا کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ اگر ہم اچھے مہمان ہوں گے تو یاد رکھئے کہ امام سے اچھا دنیا و آخرت میں کوئی میزبان نہ ہو گا۔ آیئے ہم سب مل کر دعا کریں مولا ہم گنہگار ہیں۔ عاصی ہیں لیکن آپ سے محبت کرتے ہیں۔ مولا ہم جانتے ہیں کہ ہم نے حق ولاء ادا نہیں کیا لیکن آپ تو کریم ہیں آپ ہم پر نگاہ کرم فرمائیں۔ اور ہمارے گناہوں کی بخشش خداوند متعال سے طلب فرمائیں۔ دنیا و آخرت میں ہماری شفاعت فرمائیے۔ پروردگارا! تجھے محمد وآل محمد کا واسطہ ہمارے امام کے ظہور میں تعجیل فرما! پروردگارا! تجھے شہداء کربلا کے پاکیزہ خون کا واسطہ ہمارا شمار امام زمانہ علیہ السّلام کے اعوان و انصار میں فرما ! آمین یا رب العالمین.

امام زمانہ علیہ السّلام سے منسوب مقامات

مقدمہ

یہ ایک تحقیقی اور تاریخی موضوع ہے جسکی اہمیت، افادیت اور معنویت کا ایک بہت وسیع دائرہ ہے جو امام زمانہ علیہ السّلام سے منسوب مقامات مقدسہ کی طرف فقط دعوت فکر و نظر ہی نہیں دیتا ہے بلکہ جویان حق کو وہ روشنی دیتا ہے جو انھیں تبلیغات باطلہ کے جال کے چندوں سے نکال کر ہدایت یافتہ کرتا ہے اور حالات سے مقابلہ کر کے صراط مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے۔

اہمیت

جب یہ بات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ غدیر میں صاف کر دی کہ ہمارے بارہ جانشین ہوں گے جن میں اول علی علیہ السّلام ہیں اور آخر وہ ہو گا جس کا نام میرا نام ہوگا جسکی کنیت میری کنیت ہوگی اور وہ اس دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا تو علی علیہ السّلام کی ولایت کے اعلان کے ساتھ اپنے آخری جانشین کی طاقت و قدرت و حاکمیت کے ذریعہ سیاستدانوں کی حکومت سازی کے ناکام منصوبوں کو نیست و نابود کرنے کا بھی زبردست اعلان تھا۔ چنانچہ سقیفہ جو ایک جگہ ہے جہاں تاریخ ساز اجتماع ہوا تھا اور غدیر کے اعلان خلافت پر پردہ ڈالنے کی ایک سعی لا حاصل وجود میں آگئی تھی۔ چودہ صدی میں حکومتوں نے مال و دولت، طاقت اور استعماریت کے بل بوتے پر اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی کہ تاریخ سے واقعہ غدیر کو محو کر دیں اور اکثریت جو ان علماء کی تھی جو درباری تھے اور وہ جو تاریخ کے خیانتکار تھے غدیر کے واقعہ سے روپوشی کرنے لگے ورنہ خطبہ غدیر کی جو زبان وحی سے سامنے آیا تھا اور اس کے ایک لاکھ تیس ہزار افراد کی شہادت کے ساتھ تھا اتنی بڑی اکثریت اس واقعہ سے بے بہرہ اور انجان نہ رہتی۔ امام زمانہ علیہ السّلام سے منسوب مقامات مقدسہ نے اس خطبہ کی حرمت، عظمت وقار اور افلاکی نظام کی آئینہ داری کو تاریخ سے مٹنے نہیں دیا۔ یہ ہے اہمیت ان مقامات مقدسہ کی جو امام زمانہ علیہ السّلام سے منسوب ہیں۔

افادیت

بعد رحلت مرسل اعظم خلافت جس انداز سے چلی ہے نام نہاد راشدہ کے تیسرے دور تک عربوں میں گمراہیوں کے وہ تمام عناصر اسلام کے نام پر پھیل گئے تھے جو زمانہ جاہلیت میں ایک قدیم زمانہ سے چھائے ہوئے تھے لیکن سب نے نام نہاد اسلام کا نیا روپ اختیار کر لیا تھا چنانچہ بت پرستی کے علاوہ حرام حلال کی تمیز بھی ختم ہوتی جارہی تھی۔ اور ماحول اور فضا اسلام کی اصالت و صورت کو تبدیل کرنے میں ابو سفیان اور معاویہ کی شام سے مدینہ تک آمد و رفت تیز سے تیز تر ہو چکی تھی جس کے نتیجے میں جب چوتھا دور خلافت علی علیہ السّلام کی نگرانی میں آیا تو بڑی بڑی خطرناک جنگ کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی خلافت کے بعد تاریخ میں کتنے طوفان آئے۔ ابھی اعلان غدیر ذہنوں میں گونج رہا تھا کہ کربلا کا سانحہ عظیم سامنے آیا۔ اس کے بعد فرزندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بر حق خلیفہ مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے گوشہ نشینی اختیار کر لی لیکن گفتار، رفتار، عبادت و ریاضت، علم حلم غرض تمام تر اوصاف حمیدہ کے آثار و برکات سیاسی اور حکمران کے مکر و فریب کے شور و غوغا، طاغوتی اشتہارات و تبلیغات اور علم کے میدان میں جو تغیرات لائے جارہے تھے۔ اس میں اور ستمگری کے نئے نئے منصوبوں کے سامنے حقیقی اسلام کا پلیٹ فارم تیار ہو چکا تھا اور اسکی نیابت کے لئے اپنی جگہ بنالی تھی اور گیارہ جانشین یعنی امام عسکری علیہ السّلام کے زمانہ تک فرزندان رسول ہی کہے جاتے تھے۔ معصومین علیہم السّلام کا دور ۲۵۵ ھ کی صبح تک اور پھر گیارہویں امام کی وفات ۲۶۰ ھ کی صبح تک کتنے زیر و بم کتنے طلاطم خیز حالات رہے تاریخ اسکا ریکارڈ بناتی رہی پھر کیا ہوا۔ اعلان غدیر میں بارہ کی تعداد تھی۔ آخر تمام شواھد و قرائن کے ساتھ بارہویں امام علیہ السّلام کی غیبت صغری شروع ہوئی اور پھر غیبت کبری کا دور آیا۔ اس غیبت کے دور میں شواھد و قرائن کے لئے امام زمانہ علیہ السّلام سے منسوب مقامات مقدسہ کا ایک اہم رول ہے۔ نواب خاص کے قبور کے حرم سامرہ اور جہاں حضرت حجت علیہِ السلام نے قدم رکھایا اسے مقدس زمین کہا زائرین کے مسلسل اور کثرت کے ساتھ جانا آپ کی امامت اور خلافت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری کڑی اور اسلام کی حفاظت کے ہر مقام کو منارہ ہدایت بنادیا یہ بھی افادیت زیارات مقام مقدسہ جو امام آخر علیہِ السلام سے منسوب ہے۔

معنویت

یہی وہ مقامات مقدسہ جو امام زمانہ علیہ السّلام سے منسوب رہیں اپنی زیارت کے لئے ایمان والوں کو صرف دعوت ہی نہیں دیتے بلکہ تڑپتی ہوئی تمناوں کے لئے اسباب بھی مہیا فرما دیتے ہیں۔ ہر زائر پر ایمان کا محافظ ہر چاہنے والے کا دل یہ کہتا ہو امام زمانہ علیہ السّلام سے منسوب مقامات مقدسہ کی طرف گھر سے نکل پڑتا ہے۔

چلے چلو کہ وہ مل جائیں گے کہیں نہ کہیں

رکے تو پاؤ پکڑ لے یہی زمیں نہ کہیں

اب اہمیت افادیت اور معنویت کے تحت تاثیر اجمالا ان مقامات مقدسہ کا ذکر کریں گے جن کی زیارت کے لئے ہر مومن کا دل تڑپ رہا ہے کہ کاش بار بار موقع نصیب ہو اور زیارت کرتے کرتے زندگی کے دن گذریں شاید کہیں سفر یاحضر میں دیدہ پرنم میں بسی دیدار کی حسرتیں پوری ہو جائیں اور ان قدموں کو بھی دیکھ لیں جن کا زیارت گاہوں کی زمین بوسہ لے رہی ہیں۔

۱)سامرہ

آج کے دور میں کئی لوگ مختلف وجوہات کی بنا پر اپنے وطن سے دور زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن والدین اور اقرباء کی یاد اور محبت انہیں اپنے گھر پلٹنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ امام زمانہ علیہ السّلام بھی اپنے آبا و اجداد کی زیارت کے لئے اپنے شہر اپنے گھر تشریف لاتے ہیں۔ بیشمار واقعات نے حضرت صاحب الامر کی سامرہ میں موجودگی کی نشاندہی کی ہے۔ میرزا محدث نوری رحمت اللہ علیہ اپنی کتاب جنت الماوی میں صاحب کرامات و مقامات عالیہ مولانا زین العابدین بن عالم الجلیل مولانا محمد سلماسی رحمت اللہ علیہ کے حوالے سے علامہ سید محمد مہدی بحر العلوم قدس اللہ روحہ کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ جس میں مولانا سلماسی رحمت اللہ علیہ فرماتے : ہم نے ان کے ساتھ حرم عسکریین (امام علی نقی علیہ السّلام و امام حسن عسکری علیہ السّلام کے روضہ) میں نماز پڑھی وہ تشہد سے تیسری رکعت کے لئے اٹھنا چاہتے تھے اس وقت ان پر ایک حالت طاری ہو گئی لہٰذا وہ تھوڑا آرام لیکر اٹھے، فارغ ہونے کے بعد ہم سبھی تعجب میں تھے اور اس کی وجہ نہیں سمجھ پارہے تھے اور اس سلسلے میں سوال کرنے کی ہم میں سے کوئی جرأت نہیں کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے گھر تک پاہنچ گئے دستر خوان بچھ گیا اور ایک بزرگ نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ سے سوال کروں۔ میں نے کہا: آپ مجھ سے زیادہ ان کے قریب ہیں، مرحوم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو؟ میں نے کہا: یہ لوگ اس بات پر سے

پردہ ہٹانا چاہتے ہیں جو آپ پر نماز کی حالت میں طاری ہوئی تھی۔ فرمایا: اس وقت حضرت ولی عصر (علیہِ السلام) اپنے والد کے حرم میں سلام کی غرض سے تشریف لائے تھے تو ان کے جمال انور سے مجھ پر وہ اثر ہوا جو تم نے دیکھا یہاں تک کہ آپ (عج) حرم سے چلے گئے۔

۲) مسجد سہلہ

ابو بکر حضرمی کا کہنا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السّلام (یا امام محمد باقر علیہ السّلام) سے عرض کیا: حرم خدا (مکہ) اور حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ) کے بعد کون سا حصہ سب سے افضل ہے؟ حضرت نے فرمایا :

اے ابو بکر وہ کوفہ ہے۔ یہ پاک و پاکیزہ زمین ہے، اس میں رسولوں، نبیوں اور ان کے اوصیاء کی قبریں ہیں اور اسی سرزمین پر مسجدِ سہیل (مسجد سہلہ) ہے، کہ اللہ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اس نے یہاں نماز پڑھی ہے اور اسی سرزمین سے عدل الٰہی ظاہر ہو گا اور قائم حق علیہِ السلام یہاں قیام کرے گا اور اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

(مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۴۱۶)

صاحب مفاتیح الجنان جلیل القدر عالم، خاتم المحدثین مرحوم شیخ عباس قمی رحمت اللہ علیہ جو فن حدیث کے ماہر اور مجتہد بھی تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مسجد سہلہ کی فضیلت میں اس حدیث کو نقل کرتے ہیں کہ جس میں امام علیہ السّلام ابو بصیر سے فرماتے ہیں یہ ان مقامات میں سے ہے جن کو خدا پسند کرتا ہے۔ کوئی شب و روز ایسے نہیں آتے ہیں کہ ملائکہ اس مسجد کی زیارت کو نہ آتے ہوں اور اس میں عبادت خدا نہ کرتے ہوں پھر فرمایا کہ اگر میں تمہاری طرح نزدیک ہوتا تو تمام نمازوں کو اسی مسجد میں ادا کرتا۔ پھر فرمایا اے ابو محمد جتنی فضیلت اس مسجد کی بیان کی گئی ہے اس سے کہیں زیادہ وہ ہے جو بیان نہیں کی گئی ہے۔ ابو بصیر نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہوں کیا حضرت قائم علیہِ السلام ہمیشہ اس مسجد میں ہوں گے ؟ فرمایا: ہاں !

۳)کربلا

جلیل القدر عالم شیخ علی رشتی رحمت اللہ علیہ جو کہ خاتم المحققین شیخ مرتضی انصاری اعلی اللہ مقامہ کے شاگردوں میں سے تھے اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں۔ آپ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں حضرت ابو عبد اللہ امام حسین علیہ السّلام کی زیارت سے نجف اشرف کی جانب پلٹ رہا تھا تو سفر کے لئے نہر فرات سے ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر کربلاء سے طویرج کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کشتی میں کچھ لوگ اور بھی سوار تھے جو کہ صرف لہو و لعب میں مشغول تھے۔ ان کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جو ان کے اس لہو و لعب میں شریک نہ تھا۔ وہ لوگ اس کا بھی مذاق اڑا رہے تھے اور اس کو تنگ کر رہے تھے مگر وہ خاموش تھا۔ جب ہم کشتی سے باہر آئے تو میری اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس سے ماجرا دریافت کیا۔ اس نے کہا: یہ لوگ میرے رشتہ دار ہیں اور سنی ہیں۔ میرے والد بھی سنی تھے لیکن میری والدہ سیدہ تھیں اور حضرت حجت صاحب الزمان علیہِ السلام کی برکت سے میں نے بھی شیعہ مذہب قبول کر لیا ہے۔ میرا نام یاقوت ہے اور شہر حلہ کے اطراف میرا روغن فروشی کا کاروبار ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میں حلہ سے باہر خانہ بدوشوں کے یہاں روغن خریدنے کی غرض سے آیا تھا اور خریدی کے بعد پلٹ رہا تھا تو اس مقام پر کچھ آرام کی غرض سے ہم لوگ ٹہر گئے اور پھر میری آنکھ لگ گئی۔ جب نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔ اس علاقے میں وحشی جانوروں کا گزر تھا اور میں تنہا تھا۔ اس غیر معمولی خوف کے عالم میں میں وہاں سے چلا مگر اپنا راستہ بھٹک گیا۔ اس وقت میں نے اپنے خلفا، جن پر میرا عقیدہ تھا، سے مدد طلب کی۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تب مجھے یاد آیا کی میری والدہ نے مجھ سے کہا تھا کہ ہمارے ایک امام زندہ ہیں جن کی کنیت ابو صالح ہے۔ وہ مصیبت میں مدد کو آتے ہیں اور کمزوروں کی فریاد کو پہنچتے ہیں۔ میں نے یہ عہد کیا کہ اگر میں ان سے مدد طلب کروں اور وہ میری مدد کو آئیں تو میں اپنی والدہ کے مذہب کو قبول کر لونگا۔ میں نے ندا دی (یا ابا صالح ادرکنی) اور ناگہاں میں نے دیکھا کہ سبز رنگ کا عمامہ پہنے ایک شخص میری جانب بڑھ رہا ہے۔ اس نے مجھے راستے کی طرف ہدایت کی اور حکم دیا کہ میں اپنی ماں کے دین پر ایمان لے آؤں۔ انہوں نے مجھے ایک ایسے گاؤں کے قریب پہنچا دیا جہاں کے رہنے والے صرف شیعہ تھے۔ میں نے سوال کیا کہ اے میرے مولا کیا آپ وہاں تک میرے ساتھ نہیں آئینگے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! کیوں کہ ایسے ہزاروں افراد ہیں جو دوسرے شہروں میں استفادہ کر رہے ہیں میرے لئے ان کی مدد کرنا ضروری ہے۔ کہہ کر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے یہ واقعہ حلّہ کے مشہور عالم سید مہدی قزوینی رحمت اللہ علیہ سے بیان کیا اور ان سے سوال کیا کہ اگر مجھے ان حضرت سے دوبارہ ملاقات کرنی ہو تو میں کون سا عمل بجا لاؤں ؟ انہوں نے کہا :

چالیس شب جمعہ حضرت ابو عبد اللہ امام حسین علیہ السّلام کی زیارت کرو۔ میں فورا اس عمل کی ادائیگی میں مشغول ہو گیا۔ جب آخری شب جمعہ میں حلّہ سے کربلاء پہنچا تو دیکھا کہ کربلاء کے دربان زائرین کو بغیر شناخت یا اس کی رقم کے زیارت کی اجازت نہیں دے رہے تھے اور میرے پاس دونوں بھی نہیں تھے۔ اسی وقت میں نے حضرت صاحب الامر علیہِ السلام کو وہاں ایک غیر عرب لباس میں سفید عمامہ پہنے دیکھا۔ میں نے ان حضرت کو دیکھتے ہی استغاثہ بلند کیا۔ امام نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دروازے سے اندر داخل کروایا اور کوئی بھی مجھے دیکھ نہیں پایا۔

(نجم الثاقب ج ۲، باب ۷, ص ۷۱۹ حکایت ۷۱؛ بحار الانوار ج ۵۳، ص ۲۹۴-۲۹۲)

۴) خانہ کعبہ

متعدد روایات میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ امام زمانہ علیہِ السلام ہر سال موسم حج میں خانہ کعبہ تشریف لاتے ہیں۔ حضرت ولی عصر علیہ السلام کے دوسرے نائب خاص جناب محمد بن عثمان عمری رحمت اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ ارشاد سنا ہے کہ

وَاللهِ اِنَّ صَاحِبَ ہٰذَا الْاَمْرِ لَیَحْضُرُ الْمَوْسِمَ کُلَّ صسنَۃٍ فَیَرَی النَّاسَ وَ یَعْرِفُہُمْ وَ یَرَوْنَہٗ وَلَا یَعْرِفُوْنَہٗ

خدا کی قسم صاحب الامر علیہِ السلام ہر سال حج کے موقع پر تشریف لاتے ہیں۔ وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔ لوگ انہیں دیکھتے ہیں مگر پچھانتے نہیں ہیں۔

(کمال الدین، ج ۲، باب ۴۳، ح ۸ / وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص۱۳۵)

علی ابن احمد خدیجی کوفی نے ان سے ازدی نے بیان کیا کہ میں طواف کعبہ میں مصروف تھا۔ چھ طواف کر چکا تھا اور ساتویں کا ارادہ کیا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کعبہ کے دائیں جانب ایک خوبصورت نوجوان موجود ہیں۔ جن کے پاس سے خوشبو آرہی ہے۔ ان کی ہیبت لوگوں پر طاری ہے اور لوگ انہیں گھیرے ہوئے ہیں تا کہ ان سے گفتگو کریں۔ میں نے ان کے کلام سے زیادہ بہتر، ان کے نطق کے مقابلے میں شیریں تر اور ان سے بہتر نشست و برخاست والا کوئی شخص نہیں دیکھا میں بھی اس جانب گیا تا کہ ان سے کچھ بات کر سکوں۔ مگر مجمع نے مجھے پیچھے ڈھکیل دیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں ؟ لوگوں نے کہا یہ فرزند رسول ہیں۔ جو ہر سال ایک دن اپنے خواص سے ملنے تشریف لاتے ہیں تاکہ ان سے کلام کریں۔ میں نے آواز دی: اے میرے

سردار میں بھی آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں تا کہ آپ میری ہدایت فرمائیں۔ یہ سن کر اس نوجوان نے میری جانب چند کنکریاں پھینکں جنہیں میں نے چن لیا۔ لوگوں نے پوچھا: اس نوجوان نے تمہاری طرف کیا پھینکا؟ میں نے کہا کنکریاں اور یہ کہہ کر مٹھی کھولی تو دیکھا وہ سونے کے ڈلے تھے۔ پس میں ان کے پیچھے پیچھے چل دیا یہاں تک کہ ان سے ملحق ہو گیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: اب تو تجھ پر میری حجت ثابت ہو گئی۔ حق ظاہر ہو گیا اور تُجھے بصیرت مل گئی۔ تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: میں مہدی ہوں۔ میں ہی قائم الزمان ہوں۔ میں ہی دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دوں گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ زمین حجت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی یہ امانت ہے اس کے متعلق اپنے ان بھائیوں کو آگاہ کرنا جو حق پر ہیں۔

(کمال الدین، ج ۲، باب ۴۳، ح ۱۸ / بحار الانوار، ج ۵۲، باب ۱۸, ح ۱)

خلاصۃ

ابھی تک بہت سے افراد جو خاندان عصمت و طہارت کے چاہنے والے تھے ان پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم، بقیع، کاظمین میں حضرت امام عصر علیہ السلام کی عنایت ہوئی ہے اور اس کا متعدد کتابوں میں تذکرہ ہوا ہے۔ یہاں آپ حضرات کی خدمت میں ان تمام واقعات کو نقل کرنا ممکن نہیں۔ لیکن جیسا کہ مضمون کی ابتداء میں عرض کیا ہے کہ انسان اپنی کامیابی اور کامرانی کو حاصل کرنے کے لئے ان لوگوں سے اپنے تعلقات اور نسبت کو بڑھاتا ہے جو اسے کامیابی تک پہنچائیں گے۔ ہماری حیات کا مقصد خوشنودی امام زمانہ علیہ السّلام ہے۔ وہ خاندان اہل بیت علیہم السّلام کا آخری چشم و چراغ کہ جس کے وجود سے یہ دنیا قائم ہے ہمارے لئے اس کے فیوض و برکات کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اب ہمارا یہ فریضہ ہے کہ حتی الامکان ان کی برکات کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہیں۔ جب بھی ہم ان مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوں، انشاء اللہ ، تو اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ ہمارے مولی کی آمد و رفت بھی وہاں ہوتی ہے۔ اے کاش کہ یوسف زہر ہماری گناہ گار آنکھوں کو اپنے چہرے انور کے دیدار سے پاک کر دے۔ اے کاش ہمارے دلوں کی تاریکی کو وہ اپنے جلوہ نور سے روشن کر دے۔ خدا ہم کو توفیق دے کہ ان مقامات مطہرہ میں اپنے آقا کے حضور کو محسوس کر سکیں۔ وہ عاشق ہی کیا جو اپنے محبوب کے دیدار کونہ ترسے۔ دعاء ندبہ کے یہ جملے "عزیز علیّ ان اری الخلق و لا تری" کہ کس قدر گراں ہے مجھ پر کہ میں ساری خلقت کا تو مشاہدہ کروں لیکن آپ کے دیدار سے محروم

رہوں“ امام عصر علیہ السلام کے چاہنے والوں کی اس بیقراری کو بیان کرتے ہیں جو دن رات اپنے آقا کی صرف ایک جھلک کے مشتاق ہیں۔ خداوند عالم قائم آل محمد علیہم السّلام کے ظہور میں تعجیل فرمائے اور ہم کو ان کے مخلص غلاموں میں شمار کرے۔ آمین!

زمانہ غیبت میں خواتین کی بعض ذمہ داریاں

کبھی یہ سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ امام زمانہ علیہ السّلام اور عالمی حکومت کا قیام کیا صرف تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی تہذیب کی پیش رفت کے ساتھ امام زمانہ علیہ السّلام کی عالمی حکومت کا قیام کھلی ہوئی حقیقت ہے جو سامنے آرہی ہے اس حکومت کا آغاز کب ہو گا یہ تو نہیں معلوم لیکن وعدۃ الہی اٹل ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اتنا جان لینا کافی ہے یا اس کے اور بھی تقاضے ہیں۔ چونکہ اس عالمی حکومت کا قیام آج بھی ہو سکتا ہے اور کل بھی یا یہ کل ایک نامعلوم مدت تک ملتا رہے گا۔ لیکن اس حکومت کی تمنا رکھنے والا کیا خود کو اس قابل اور اہل بناسکتا ہے کہ اس حکومت میں سانس لے سکتا ہے اور اس کے لئے زندگی کا ایسا چلن اختیار کر سکتا ہے جو حضرت حجت علیہِ السلام کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے خود کو حاضر کر سکے ؟ یہ ایک مسلمہ ہے کہ فرد سے سماج بنتا ہے اور سماج سے قوم اور ملت کی تشکیل ہوتی ہے۔ چونکہ قوم اور ملت کی تشکیل میں خواتین کا ایک بہت بڑا اور اہم کردار ہے اس لئے ذہن میں مذکورہ ابھرتے ہوئے سوال کے جواب کے تحت قارئین کرام کے اذہان عالی کو دعوت نظر دیں گے اس دور غیبت میں خواتین کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔

۱ - ظہور کے لئے زمین ہموار کرنا۔ چونکہ امام کی غیبت کی وجہ ہم ہیں۔ اس لئے ہم بھی ظہور کی تعجیل اور تاخیر کے ذمہ دار ہیں۔ لہٰذا تعجیل ظہور کے لئے ہمیں وہ اقدام کرنے ہوں گے جو ظہور امام کے لئے زمین ہموار کر سکے اور ہماری قوم کا ہر فرد اس قوم میں شامل ہو جائے جو اس مقصد پر عمل پیرا ہو چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔ مشرق سے ایک قوم نکلے گی جو امام زمانہ علیہ السّلام کی حکومت کی تشکیل کے لئے زمین ہموار کرے گی۔

(سنن ابن ماجہ ، ج ۲، ح ۸۸ ،ح ۴)

یہ آمادگی ممکن ہے معاشرہ بنانے میں ہو یا لوگوں کی عقلی تربیت کے لئے ہو۔ چونکہ عقل کی ترقی کی صورت میں امام زمانہ علیہ السّلام کی حکومت کی راہ ہموار ہوگی۔ امام باقر علیہ السّلام سے منقول ہے :

جب ہمارا قائم علیہِ السلام ظہور کرے گا۔ اپنے ہاتھوں کو بندوں کے سروں پر رکھے گا اور اسکی عقلوں کو ایک نقطہ پر مرکوز کر دے گا اور انکے اخلاق کو کمال تک پہونچادے گا۔ (بحار، ج ۵۲، ص ۳۳۶، ح ۷۱)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہیکہ امام زمانہ علیہ السّلام کا ایک مقصد لوگوں کی عقل اور اخلاق کی کمیوں کو پورا کرنا ہے تا کہ وہ بھی اس علم سے بہرہ مند ہو سکیں جو اس دور کا متقاضی ہو۔ نتیجہ میں یہ وہ لوگ ہیں جو زحمت اور کوشش کر کے اپنے علم و اخلاق کی سطح کو بلند کر کے امام زمانہ علیہ السّلام کے ظہور کے لئے زمین ہموار کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگ ثبات قدمی اور علمی جستجو کے لئے اقدام کرتے رہتے ہیں۔

۲ - چونکہ امام کی حکومت زندگی کا ہدف ہے لہذا ہمیں دیکھنا ہے کہ آپ کی حکومت میں انتظامیہ اور اجرائیہ شعبوں میں خواتین

کے کیا منصب ہوں گے اور دور غیبت میں حضرت حجت علیہِ السلام کے پیغامات میں جو اوامر و نواہی عورتوں سے متعلق ہیں ان میں کیا مناسبت ہے۔

۳ - امام زمانہ علیہ السّلام کے اصحاب میں عورتیں: امام زمانہ علیہ السّلام کے اصحاب میں عورتوں کے تعلق سے دو روایتیں پائی جاتی ہیں ایک حدیث میں ذکر ہے کہ اصحاب امام میں تیرہ عورتیں ہیں اور دوسری حدیث میں پچاس عورتوں کا ذکر ہے۔ دونوں حدیثوں کے معنی کو جوڑنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ممکن ہے کہ امام کے اصحاب میں پچاس عورتیں ہیں جس میں سے تیرہ وہ ہیں جنہوں نے رجعت کی ہو اور قبر سے باہر نکلیں ہو اور امام کی حکومت میں اعلی خدمات انجام دینگی۔

۴ - مفضل ابن عمر کہتے ہیں: امام صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے میں نے سنا، میرے قائم کے ساتھ تیرہ عورتیں ہونگی۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا، ان سے کون سا کام لیا جائے گا؟ امام نے فرمایا: وہ زخمیوں کا علاج کرینگی اور ان کی دیکھ بھال کر یگی۔ بالکل اسی طرح جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں عورتیں کیا کرتی تھی۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ مولا مجھے ان کا نام بتادیں۔ امام نے فرمایا، **قنواء بنت رشید، ام ایمن، حبابہ والبیہ، سمیہ ابن عمار یاسر کی والدہ، زبیدہ، ام خالد احمدیہ، ام سعید... اور صبانہ ماجدہ اور ام فروا جھنبہ -**

(دلیل امامت، ص ۳۵۹)

۴ -جابر ابن یزید جعفی امام پنجم حضرت باقر علیہ السّلام سے نقل کرتے ہیں کہ امام نے فرمایا: اللہ کی قسم تین سو دس سے زیادہ لوگ امام کے ساتھ آئینگے اور انکے درمیان پچاس عورتیں ہونگی۔ وہ لوگ مکہ مکرمہ میں معین وقت کے بغیر اکٹھا ہونگے .....

(دلیل امامیہ، ص ۳۵۹)

امام زمانہ علیہ السّلام کے پیغامات: چونکہ امام زمانہ علیہ السّلام ہر مسلمان شیعہ مرد اور عورت کے رہبر ہیں۔ اسلئے امام زمانہ علیہ السّلام کے ظہور کا زمانہ اور امام کا حکومتی انداز، ان عورتوں کے لئے بھی نمونہ ہو سکتا ہے اور وہ بھی ان مقاصد کو زندگی میں شامل کر کے اس زمانے میں جو غیبت کا زمانہ ہے۔ ایسا معاشرہ دے سکتی ہیں جو امام زمانہ علیہ السّلام کے معاشرہ کا حصہ ہو۔ مثال کے لئے روایتوں سے چند نمونے پیش کرینگے۔

(۱) سماج کے مسائل میں شرکت: جب معاشرہ ترقی کر سکے اسی بلندی پر پہونچ جائے جس میں عورت اور مرد، عقل اور اخلاق کی بلندی تک پہونچ جائیں تو عورتیں سیاسی، اجتماعی مسائل میں بھی اسلامی تہذیب کا خیال رکھتے ہوئے شرکت کریں اور مردوں کی طرح اپنا کردار ادا کریں، اور یہ بات دو طرح کی روایتوں کو اکٹھا کرنے سے پتہ چلتا ہے (الف) وہ روایتیں جو دلالت کرتی ہیں کہ ظہور کے زمانے میں انسان عقل اور اخلاقی بلندی کے سارے مراحل سر کرے گا۔ (ب) وہ روایتیں جو امام زمانہ علیہ السّلام کے تین سو تیرہ اصحاب میں عورتوں کی موجودگی کا اعلان کرتی ہیں۔

۲ - اسلامی معاشرہ کے اتحاد میں شرکت: امام زمانہ علیہ السّلام کے مقاصد میں سے ایک مقصد اسلامی معاشرہ کو متحدہ اور منظم کرنا ہے۔ ہم دعائے ندبہ میں پڑھتے ہیں (کہاں ہے وہ جو لوگوں کو تقوی پر متحد کردے گا) معاشرہ کی عورتیں بھی اپنے امام کے مقاصد کو اپنا کر اپنی توانائی کے مطابق غیبت کے زمانے میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔

۳ - بھولی ہوئی سنت کو زندہ کرنا : عورتیں بھی بھولی ہوئی سنت کو زندہ کر سکتی ہیں، جس طرح امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں ہم پڑھتے ہیں ... وہ قرآن اور حدیث کی بھولی ہوئی سنت کو زنگرہ کریں گے۔

۴ - قرآن کی تعلیم : عورتیں بھی اپنے امام کی اقتدا اور پیروی کرتے ہوئے قرآن کی معلمہ بن سکتی ہیں جیسا کہ امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں ملتا ہے، قرآن جس طرح نازل ہوا ہے اسی طرح امام لوگوں کو تعلیم دینگے۔ (بحار، ج ۵۲, ص ۳۶۲, ح ۱۳۱)

۵ - لوگوں کی تربیت: ایک کام جو امام زمانہ علیہ السّلام ظہور کے بعد انجام دینگے۔ وہ ہے لوگوں سے اخلاق کو آخری منزل سیما پہونچانا۔ امام باقر علیہ السّلام سے ایک حدیث

نقل ہوئی ہے۔ اللہ تعالی حضرت مہدی علیہ السلام کے وسیلہ سے لوگوں کے اخرت کو مکمل کر دے گا۔ (بحار ج ۵۲, ص ۳۳۶, ح ۷۱)

یہ حدیث مرد اور عورت دونوں پر منطبق ہوتی ہے جس طرح مرد اخلاق کی اعلی منزلوں کو طے کرینگے اسی طرح عورتیں بھی۔ اس حدیث میں کمال اخلاق پر رسیدگی بہ منشاء حضرت حجت علیہِ السلام اس میں ایک پیغام خفی ہے جو مستورات کے لئے ہے۔ اس

دور کی نسل جب اپنے عہد کے ساتھ پروان چڑھے گی تو اسی اخلاق کے ذریعہ پر ماں کو تربیت اور پرورش اور پرہیز گاری کا سبق دینا ہوگا۔ تاکہ معاشرہ امام زمانہ کی حکومت کا ہمیشہ فتنہ و فساد اور برائیوں سے پاک رہے۔

۶ - لوگوں کے مسائل حل کرنے کی کو شش : امام زمانہ علیہ السّلام کے عظیم القاب میں سے ایک لقب (غوث) ایک حدیث میں وارد ہوا ہے مہدی علیہ السلام میری امت میں ظہور کرے گا اور خداوند عالم ان کو لوگوں کی فریاد تک پہنچا دے گا۔

(کشف الغمہ ، ج ۲، س ۳۷۰)

عورتیں بھی اپنے امام کی اقتداء میں اپنی توانائی کے مطابق اسی طرح مجاز ہونگی جس طرح اس عہد کے مرد اس طرح یہ پیغام امام عصر علیہ السلام ہو گا کہ عورتوں کو بھی حق ہے کہ وہ فریاد کر سکتی ہیں۔

۷ - معاشرہ کی اصلاح: عورتیں اپنے امام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے اپنی طاقت کے مطابق معاشرہ کی اصلاح میں مردوں کے دوش بدوش اپنے حدود میں کام کرتی رہیں امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں ملتا ہے اللہ تعالی ان کے ذریعہ تمام خرابیوں اور برائیوں کی اصلاح کر دے گا۔ (برھان متقی ہندی، ص ۱۳۲)

۸ - اللہ کے راستہ پر مضبوطی سے حکم خدا پر عمل پیراہوں: عورتیں اپنی اولاد کی تربیت اور معاشرہ کی تربیت کے لئے مضبوطی سے حُکم خدا پر عمل پیرا ہوں۔ صرف اور صرف تقوی، اچھائی کی طرف دعوت دیں۔ جیسا کہ امام زمانہ علیہ السّلام کی پاکیزہ سیرت سے حق کی طرف دعوت دینے کے لئے ملتا ہے۔ امام صادق علیہ السّلام نقل کرتے ہیں۔ وہ تقوی کی طرف اشارہ کرینگے اور خود ہدایت کرینگے۔ (بحار ج ۵۲، ص ۲۶۹, ح ۱۵۸)

یہ حدیث عاکب پر منطبق ہوتی ہے جس میں عورت اور مرد دونوں کا حصہ ہے۔

۹ - عبادت کا شوق اور رغبت دلانا : عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ امام کی طرح خود اور معاشرہ کو عبادت کا عاشق بنائیں اور ایسا کام کریں کہ معاشرہ کے لوگ ان کی تربیت میں عبادت کو گلے سے لگالیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے۔ امام لوگوں کے دلوں کو عبادت کا عاشق کر دینگے۔ (بحار, ج ۵۱، ص ۷۵, ح ۲۹)

اس پیغام میں بھی عبادت کی طرف رجحان کا پیدا ہونا منجانب امام زمانہ علیہ السّلام عورت اور مرد دونوں کے لئے ہے۔

۱۰ - خواہشات کی غلامی سے لوگوں کی آزادی : عورتیں کوشش کریں کہ ان کی تربیت یافتہ نسل خواہشات کی غلامی سے آزاد ہو جائے۔ جیسا کہ امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں ملتا ہے کہ اللہ تعالی ان کے وسیلہ سے غلامی کی ذلت (خواہشات) ان کی گردنوں سے الگ کر دے گا۔ (بحار، ج ۵۲، ص ۷۵، ج۲۶)

۱۱ - عدالت پھیلانا : عورتیں بھی امام علیہ السّلام کی زندگی کو نمونہ بناتے ہوئے عدل و انصاف کے لئے کوشش کریں، جیسا کہ روایتوں میں آیا ہے ہوشیار! اللہ کی قسم یقینا حضرت مہدی علیہِ السلام اپنی عدالت تمہارے گھروں تک پہونچا دینگے، جیسے تمہارے گھروں میں گرمی اور سردی گھس جاتی ہے۔ (بحار ۵۲، ص ۳۷۲, ح ۱۳۱)

۱۲ - نماز قائم کرنا : زید بن علی سے نقل ہوا ہے جب قائم آل محمد ظہور کرینگے، تو ارشاد فرمائیں گے اے لوگو! ہم وہ ہیں جن کا وعدہ اللہ تعالی نے تم سے قرآن میں کیا ہے۔ اور فرماتا ہے :

وہ لوگ اگر ہم انھیں زمین پر طاقت اور امکانات عطا کریں تو نماز قائم کرینگے۔ (بحار، ج ۵۲, ، ص ۳۷۲, ح ۱۴۴)

اس پیغام امام میں جس طرح نماز قائم کرنے کے لئے مردوں کو ذمہ دار قرار دیا ہے بعینہ اسی طرح عورتوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

۱۳ - امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا: ایک حدیث میں امام زمانہ علیہ السّلام کے اصحاب عورتوں اور مردوں کے لئے وارد ہوا ہے کہ وہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہونگے۔ (منتخب الاثر، ص ۵۸۱, ح ۴)

اس بناپر اگر معاشرہ کی مومن عورتیں امام زمانہ علیہ السّلام اور ان کے اصحاب میں شامل ہونا چاہتی ہیں تو انہیں چاہئے کہ ان واجبات کو معاشرہ میں زندہ کریں اور معاشرہ کی تعمیر میں اپنا اہم کردار ادا کریں۔

۱۴ - زحمت کش ہونا: عورتیں امام زمانہ علیہ السّلام کے اصحاب کو اپنا آئیڈیل قرار دیتے ہوئے جدوجہد اور کوشش، زحمت کرنے والی بنیں۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں ارشاد فرمایا

اللہ تعالی دور دراز کے شہروں سے اہل بدر کی تعداد کے برابر (۳۱۳) اصحاب کو اکٹھا کر دے گا۔ جو سب کے سب زحمت کش اور اللہ کی اطاعت کے لئے مصیبتیں اور رنج اٹھانے والے ہونگے۔ (بحار، ج ۵۲، ص ۳۱۰)

زمانہ غیبت کبری میں اس حدیث کی رو سے گویا امام زمانہ علیہ السّلام کا یہ پیغام تمام نیک خو اور نیک سیرت عورتوں کے لئے ہے کہ اس دور کے لئے زحمت کشی، مصیبتوں اور رنج و غم اٹھانے کے لئے کمر بستہ رہیں۔

۱۵ - علم عام کرنے میں کوشش و زحمت : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امام زمانہ علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں نقل ہوا ہے :

خداوند عالم ان کے ذریعہ زمین کو گھٹاٹوپ اندھیرا ہونے کے بعد نور سے منور کر دے گا اور ظلم کے بعد عدل سے اور جہالت اور نادانی کے بعد علم و ادب سے پر کردے گا۔ (کمال الدین ص ۳۱۰)

نور ہی نور کی جہاں حاکمیت ہوگی وہاں عدالت اور انصاف پر مبنی قوانین کا نشر کرنا اور اس کا اجراء کرنا صرف مرد کے ذریعہ نہیں ہوگا بلکہ عورتیں بھی ہونگی پیام امام اس جگہ یہی ہے کہ عورتوں کو خود کو آمادہ رکھنا ہو گا تا کہ منتخب خواتین کی فہرست میں ان کانام باقی ہے۔

۱۲ - اہم دن سے فائدہ اٹھانا: عورتیں امام زمانہ علیہ السّلام کو اپنا آئیڈیل اور نمونہ قرار دیتے ہوئے اہم کاموں کو خاص دنوں میں انجام دیں، جیسا کہ امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں امام باقر علیہ السّلام کی ایک حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔ گویا قائم کو عاشورہ کے دن، شنبہ کے دن دیکھ رہا ہوں کے رکن اور مقام کے درمیان کھڑے ہیں

اور ان کو کوئی صدا دے رہا ہے۔ اللہ کے لئے بیعت کرو۔ اس وقت اللہ تعالی زمین عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔

(غیبت طوسی، ص ۴۲۳, ح ۴۰۹)

۱۷ - دوسروں کے ساتھ تواضع : عورتیں دوسری مومن عورتوں کے ساتھ متواضع ہوں۔ جیسا کہ امام زمانہ علیہ السّلام کے اصحاب کی خصوصیات میں ہے۔ امام صادق علیہ السّلام سے منقول حدیث میں وارد ہواہے:

اصحاب امام مومنین کے سامنے ذلیل اور کافروں کے سامنے سب سے زیادہ عزت و شرف کے مالک ہیں۔

(غیبت نعمانی، ص ۳۱۶، باب ۲۱، ح ۱۲)

۱۸۔ تنہائی سے نہ گھبرائیں: جب انسان حق کوپالے، اگرچہ اسکے ماننے والے کم ہوں، تو تنہائی اور دوستوں کی کمی سے نہ گھبرائے اور نہ ہی ڈرے۔ امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں ملتا ہے :

حق ہمارے ساتھ ہے جو بھی ہم سے الگ ہو جاتا ہے اس کی علیحدگی سے ہم وحشت زدہ نہیں ہوتے ہیں۔

(بحار, ج ۵۳، ص ۱۷۸, ح ۹)

۱۹ - اچھے لوگوں سے تعاون: امام زمانہ علیہ السّلام اگرچہ تن تنہا پوری دنیا کی نگرانی کر سکتے ہیں اور بہ حسن و خوبی چلا سکتے ہیں۔ لیکن اپنے مقاصد کو عظیم مصلح حضرت عیسی علیہ السّلام کی مدد اور ہمکاری سے حاصل کرینگے۔ اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔ "عیسی ابن مریم علیہ السّلام آسمان سے نازل ہونگے اور امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے "...

(فرائدا لسمطین ج ۲، ص ۳۱۲)

اور یہ کام کرنے کا طریقہ بہت فائدہ مند ہے عورتیں بھی اس سے درس لیتے ہوئے اس سلسلے میں بھی امام کی پیروی اور اطاعت کریں۔

۲۰ -صلہ رحم: امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں ملتا ہیکہ امام سب سے زیادہ صلہ رحم کرینگے

جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے ....وہ سب سے زیادہ صلہ رحم کرینگے۔" (غیبت نعمانی، ص ۴۱۲، باب ۱۳, ح ۱)

مسلمان اور شیعہ مومن عورتیں بھی امام کو اپنا نمونہ عمل قرار دیتے ہوئے امام کی سنت پر سختی سے عمل کریں، بلکہ پوری طرح امام کی روش اور سنت کو زندہ کریں۔

۲۱ - نماز شب قائم کرنا :

امام زمانہ علیہ السّلام کے اصحاب کے بارے میں امام صادق علیہ السّلام سے نقل ہوا ہے وہ سب کے سب شب زندہ دار ہیں۔ وہ لوگ ایسے مرد ہیں جو راتوں کو نہیں سوتے، نماز شب میں اسطرح راز و نیاز میں مشغول رہتے ہیں جیسے شہد کی مکھی۔ راتوں کو قیام میں اپنے پیروں پر کھڑے رہتے ہیں ..... (بحار ۵۲، ص۳۰۸)

چونکہ اصحاب امام میں عورتیں بھی شامل ہیں لہذا یہ صفت بھی انکے شامل حال ہو گی اور ان کا پیغام مسلمان عورتوں کو یہ ہے کہ اگر ہم غیبت کے زمانے میں امام زمانہ علیہ السّلام کے مددگاروں میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ضروری ہیکہ ہم نماز شب کو اپنی زندگی کے شب و روز میں شامل کر لیں۔

۲۲ - امانت داری : شیعہ، مومن عورتیں اپنے امام کی پیروی کرتے ہوئے ضروری ہیکہ امانت دار ہوں کیونکہ امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں ملتا ہیکہ وہ تمام چیزوں کی حفاظت کرینگے جو انکے پاس امانت کے طور پر رکھی جائے گی۔ "

(بحار ج ۵۲، ص ۲۶۹، ح ۱۵۸)

مومن اور شیعہ عورتوں کو بھی اپنے امام کو آئیڈیل قرار دیتے ہوئے یہ کوشش کرنی چاہئے پوری طرح امانتوں کی حفاظت کریں اللہ کی امانتوں میں ایک امانت اولاد بھی ہے اولاد کی صحیح تربیت امانت داری کا تقاضا ہے۔

۲۳ - عمل میں خلوص: شیعہ مومن عورتیں اور امام زمانہ علیہ السّلام کی حقیقی چاہنے والے کے عمل میں خلوص ہونا ضروری ہے جس طرح امام زمانہ علیہ السّلام کے اصحاب کے بارے میں امام جواد علیہ السلام سے ملتا ہے۔ "جب آنحضرت کے لئے اس تعداد میں مخلص شیعہ مل جائیں گے۔ اللہ تعالی ان کے لئے ظہور کا حکم دے گا۔ (کمال الدین ج ۲، ص ۳۷۷)

۲۴ - کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا: مومن عورتیں برائی کرنے والوں کی بے عزتی سے نہ گھبرائیں، بلکہ جس سچے راستے کو انھوں نے پہچان لیا ہے۔ اس پر ثابت قدم رہیں۔ جیسا کہ امام زمانہ اور دوسرے اماموں کی خصوصایت میں وارد ہوا ہے۔ "اللہ کی راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں گھبراتے ہیں۔ " (بحار, ج ۵۲، ص ۳۵۴، ح ۱۸۶)

۲۵ - عملی قدم اٹھانے سے پہلے دلیل پیش کرنا : امام باقر علیہ السّلام سے نقل ہوا ہے کہ یقول القائم لاصحابہ :

یا قوم ان اہل مکہ لا یروننی و لکن مرسل الیہم لاحتج علیہم بما ینبغی لمثلی ان یحتج علیہم فیدعوا رجلہ م ن اصحابہ فیقول لہ! مض الی اہل مکہ فقل: یا اہل مکہ انا رسول فلا ن الیکم (بحار, ج ۵۲، ص ۳۷، باب ۲۶, ح ۸۱)

قائم اپنے اصحاب سے کہیں گے۔ اے میری قوم کے لوگو! بیشک مکہ کے لوگ مجھے نہیں دیکھ رہے ہیں، لیکن میں کسی کو اپنا قاصد بناکر ان کے پاس بھیج رہا ہوں تا کہ میری طرف سے ان پر حجت تمام ہو سکے۔ اس لئے اپنے کسی صحابی کو بلا کر اس سے فرمائیں گے: اہل مکہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو:اے اہل مکہ میں فلاں کا قاصد (حضرت مہدی علیہ السلام) تمہارے پاس آیا ہوں۔ مومن عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت یا معاشرہ کی تربیت کے وقت اس بات کو خاص طور سے دھیان میں رکھیں کہ پہلے ان کے سامنے معقول دلیل پیش کریں اور اگر انکی دلیل کا جواب نہ دیں تو مرحلہ وار عملی اقدامات کریں۔

۲۶ - گمراہی سے مقابلہ کرنا: امام علی علیہ السّلام سے حضرت امام مہدی علیہِ السلام کے بارے میں نقل ہوا ہیکہ وہ آخری زمان میں ظاہر ہونگے اور حق میں جو انحرافات ہو گئے ہیں ان کی اصلاح کرینگے۔ (بحار, ج ۴۲، ص ۲۱۵, ،ح ۶)

معاشرہ کی مومن عورتیں بھی ضروری ہیکہ اپنے مولا کی اطاعت کریں اور اپنی طاقت کے مطابق اس مقصد کو حاصل کرنے میں کوشش کریں اگر چہ وہ محدود و حد تک ہی کیوں نہ ہوتا کہ امام کے ظہور کے لئے زمین ہموار کرنے میں مدد ہو۔

۲۷ - مومن کی آبرو سے کھلواڑ نہ کرنا : امام علی علیہ السّلام سے نقل ہوا ہے

من جملہ ان چیزوں کے جو امام زمانہ علیہ السّلام اپنے اصحاب کے ساتھ جن میں عورتیں بھی شامل ہیں عہد و پیمان لیں گے کہ کسی مومن کی آبرو و عزت سے نہیں

کھیلنا ہے۔ امام فرماتے ہیں "وہ لوگ اصول اور ضوابط پر بیعت کرینگے من جملہ یہ ہیکہ کی عزت دار کی عزت پامال نہیں کرینگے اور کسی پر سب و شتم نہیں کرینگے اور کسی گھر پر حملہ نہیں کرینگے اور کسی کو حق کے علاوہ نہیں رینگے ....

(منتخب الاثر, ص ۱۸۳، باب ۲، ح ۵)

مومن عورتیں بھی اپنی گفتار اور کردار پر نظر رکھیں اور کسی عزت دار کی عزت پر ڈاکہ نہ ڈالیں اور کسی کو بلا وجہ برا بھلا نہ کہیں۔

۲۸ - مسکین کو کھانا کھلاتا: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں نقل ہوا ہے۔

گویا مھدی علیہِ السلام اپنے ہاتھوں سے مسکین کو سکہ دے رہے ہیں۔ (منتخب الاثر، ص ۳۶، عقد الدر، ص ۳۶)

اور اسی طرح یہ بھی نقل ہوا ہے کہ امام مہدی کی نشانی یہ ہیکہ وہ کام کرنے والوں کے ساتھ سختی کرینگے اور اپنے مال سے انکے ساتھ سخاوت کرینگے اور مسکینوں پر رحم کرینگے۔ " (علامۃ المھدی، (ابن ابی شیبہ) ح ۱۵, ص ۱۹۹, ح ۱۹۴۹۸)

شیعہ مومن عورتیں بھی امام زمانہ علیہ السّلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے اپنی طاقت کے مطابق مسکین کو کھانا کھلا سکتی ہیں اور یہاں تک کہ غربیوں کو اپنے ہاتھ سے غزا دے سکتی ہیں تا کہ معاشرہ میں امام زمانہ علیہ السّلام کی سیرت جلوہ افروز ہو۔

۲۹ - علم پھیلانے میں شرکت کرنا : پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیبت کے زمانے کے تعلق سے نقل ہوا ہے کہ عنقریب اس قدر فتنہ پیدا ہو گا کہ انسان صبح کو مومن ہو گا لیکن عصر کے وقت کافر ہو جائے گا سوائے ان لوگوں کے جنھیں اللہ تعالی نے اپنے علم سے زندہ کیا ہے۔ (المعجم الکبیر طبرانی، ج ۸، ص۲۸۸، ح ۱۹۱۰)

مومن عورتیں بھی معاشرہ کو علم کے راستہ سے زندہ کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کر سکتی ہیں اور وہ اس طرح کہ خود محنت سے علم حاصل کریں اور دوسرے کو علوم آل محمد سے سجا دیں۔

۳۰ - شیعوں کے درمیان اختلافات دور کرنا: امام حسین علیہ السّلام سے نقل ہوا ہے کہ جس چیز کا تم انتظار کر رہے ہو۔ وہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا یہاں تک تم ایک دوسرے سے اظہار بیزاری کرو اور ایک دوسرے کے منھ پر تھو کو اور ایک دوسرے

کے خلاف گواہی دو اور ایک دوسرے کو لعنت کرو۔ میں نے امام سے عرض کیا: کیا اس زمانے میں اچھائی نہیں ہے؟ امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا: تمام اچھائیاں اس زمانے میں ہیں جب ہمارا قائم ظھور کرے گا اور اس طرح کی تمام چیزوں کو ختم کر دے گا۔

(غیبت نعمانی، ص ۲۰۶)

مومن عورتیں اپنے مولا کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے معاشرہ سے اختلاف ختم کرنے کے لئے حتی الامکان کوشش کر سکتی ہیں اور اپنے آپ کو امام کی پیروکار بنانے کے لئے ان صفات سے اپنے آپ کو آراستہ کر سکتی ہیں۔

خلاصہ

انسان مختلف سطح پر معاشرہ میں امام زمانہ علیہ السّلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے ظہور کے لئے زمین کو آمادہ کرنے میں جدوجہد کر سکتا ہے اور چونکہ معاشرہ مردوں اور عورتوں سے وجود میں آتا ہے اس لئے غیبت کے زمانے میں دونوں کو اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا چاہیئے۔